ختم نبوت زندہ باد

اللہ رسول محمد

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱۰ جلد: ۲۴
اکتوبر 2020 صفر المظفر ۱۴۴۲

مسلسل اشاعت کے
57 سال

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

فضائلِ سیدنا حضرت علیؓ بن ابی طالب از مسلم شریف

محی الدین ابن عربیؒ کے نظریہ جاوید احمد غامدی کے بیان کا جائزہ

پاکستان کی سالمیت کے خلاف تازہ قادیانی سازشیں

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور تحقیق مسئلہ ختم نبوت

۹ اکتوبر کا ڈھلتا سورج

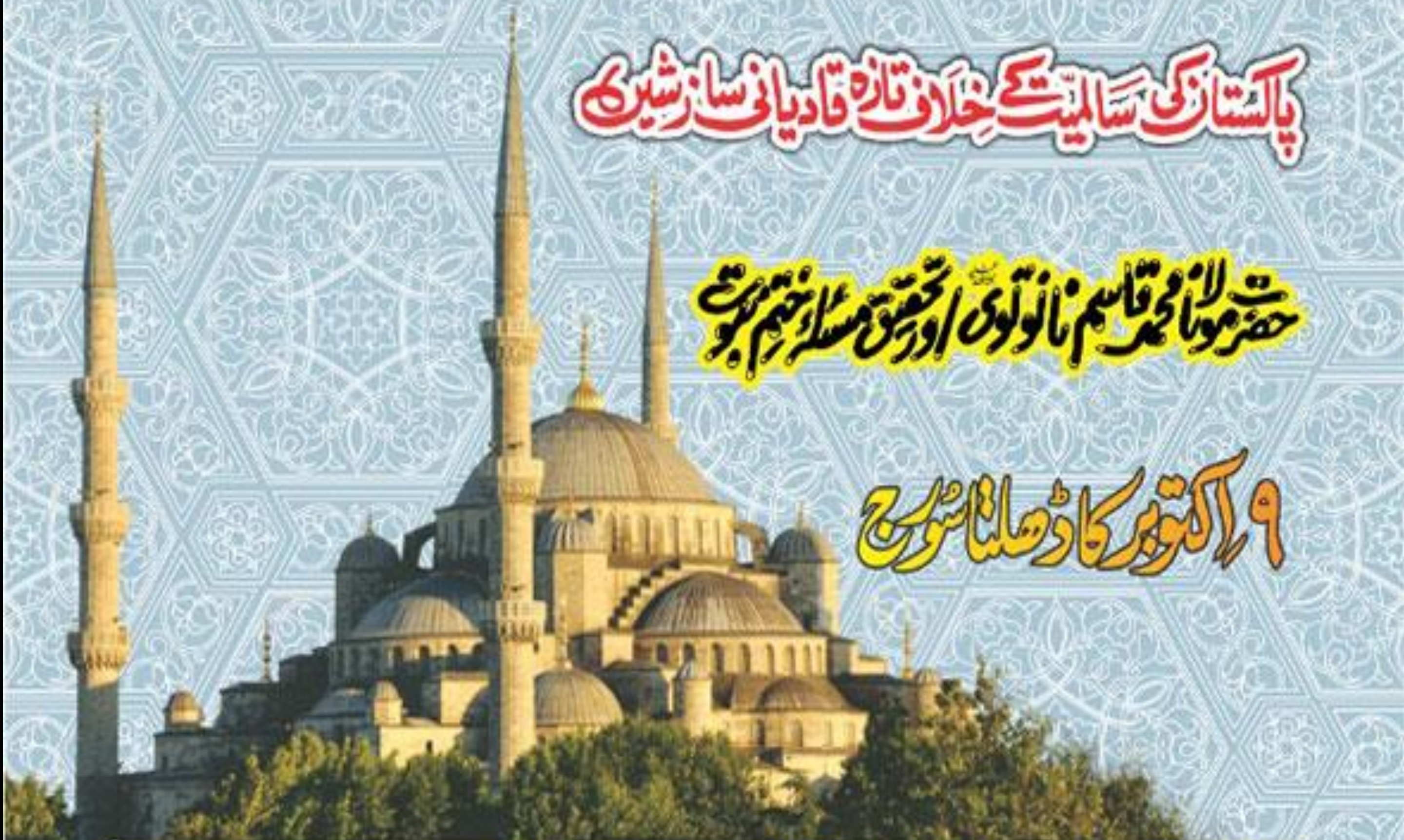

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱۰ جلد: ۲۴

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی

مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

پاکستان کی سالمیت کے خلاف تازہ قادیانی سازشیں	ادارہ	03

مقالات ومضامین

نعت شریف (منظوم)	جناب علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ	08
اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم (قسط نمبر 7)	عبداللہ مسعود/مولانا غلام رسول	09
فضائل سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب از مسلم شریف	مولانا محمد شاہد ندیم	13
حضرات صحابیاتؓ کی تابناک زندگیاں	مولانا عزیز الرحمٰن مدنی بجنور	16
ٹونک کی دینی معاشرت اور سید محمود الحسن بخاری	حکیم سید محمود احمد برکاتی	18
بغداد کے داعی الی اللہ	مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	20
امیر خراسان اور نیک سیرت لوہار کا ایمان افروز واقعہ	مولانا محمد امین	22
محی الدین ابن عربیؒ کے نظریہ پر جاوید احمد غامدی کے بیان کا جائزہ	مولانا محمد بلال	24

شخصیات

۹/اکتوبر کا ڈھلتا سورج	قاری فاروق احمد تونسوی	28

ردقادیانیت

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور تحقیق مسئلہ ختم نبوت	مولانا طاہر بن احمد قاسمی	31
حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور تردید فتنہ قادیانیت	مولانا اللہ وسایا	32

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	51
اشتہار......علماء دیوبند اور قادیانی خلیفہ آمنے سامنے؟	ادارہ	57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمتہ الیوم

پاکستان کی سالمیت کے خلاف تازہ قادیانی سازشیں

برطانوی پارلیمنٹ میں قادیانیوں کی طرف سے انکوائری رپورٹ

برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسز کے تقریباً ۴۰ ارکان پر مشتمل ''آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ کمیونٹی'' کی طرف منسوب قادیانیوں نے ۲۰ جولائی ۲۰۲۰ء کو پاکستان کے خلاف سنگین الزامات پر مبنی ایک انتہائی خطرناک رپوٹ جاری کی ہے۔جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کے خلاف ظلم جبر، استبداد اور بین الاقوامی انتہاء پسندی میں اضافہ ریاست پاکستان کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔اس رپورٹ کا ٹائٹل یہ ہے:

"suffocation of the faithful

The persecution of ahmadi muslims in pakistan and the Rise of international Extremisl"

یہ بنیادی اور مبینہ طور پر یک طرفہ انکوائری ہے جو کہ اس گروپ کی چیئرپرسن شوون مکڈونہ ممبر پارلیمنٹ کی زیرسرپرستی کروائی گئی۔اس کے وائس چیئرمین ۱۱ ارکان پارلیمنٹ ہیں۔دیگر تیس سے زیادہ ارکان پارلیمنٹ اس کے ممبر ہیں۔اگرچہ اس کو ایک انکوائری کا نام دیا گیا ہے۔اس رپورٹ میں پاکستانی ہائی کمیشن لندن یا پاکستانی وزارت خارجہ کی طرف سے کوئی مؤقف نہیں لیا گیا۔پاکستان کے خلاف نہایت سنجیدہ الزامات پر مبنی ۱۶۷ صفحات پر مشتمل رپورٹ جاری کردی گئی ہے۔رپوٹ میں خودہی جج، جیوری اور پراسیکیوٹر کا کام کیا گیا ہے۔اس گروپ کی چیئرپرسن کے مطابق قادیانیوں پر یہ ظلم وجبر پاکستانی ریاست میں کیا جارہا ہے۔(state spurored persecution) مبینہ طور پر یہ رپورٹ قادیانیوں نے لکھی ہے اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان نے بغیر پڑھے دستخط کردیئے ہیں۔اس میں ایک اور اہم نکتہ نظر آتا ہے کہ برطانیہ میں میڈیا کو ریگولیٹ کرنے کے ادارے ofcom اور چیریٹی کمیشن میں اس بات پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے کہ قادیانیوں کو قادیانی مت لکھا اور کہا جائے، بلکہ انہیں احمدی مسلم کہا اور لکھا جائے۔یہ

اصطلاح برطانیہ میں سرکاری سرپرستی میں مسلمانوں کے اوپر مسلط کی جارہی ہے۔مسلمانوں کے زیر سایہ چلنے والے ریڈیواورٹی وی سٹیشن کو یہ بات نہ ماننے پر جرمانے کئے جارہے ہیں۔

دوسری جانب مسیح برادری مورمن(mormons)جوہواوٹنس(j ehovah witness)طرح کی برادریوں کے ساتھ کرسچن نہیں لکھا جاتا۔کیونکہ وہ عیسائیوں کے بنیادی عقیدے تثلیث کو نہیں مانتے۔مسیحی برادری حکومت کو اجازت بھی نہیں دیتی کہ انہیں عیسائی لکھایا مانا جائے۔جب کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلم لگا کرایک منظم کوشش کے ذریعہ ان نان مسلمانوں کو مسلمانوں پر مسلط کیا جارہا ہے۔

رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ پاکستان میں ہرایک احمدی کو اپنی پیدائش سے موت تک ظلم وجبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے اوران کو ووٹ کے حق سے محروم کردیا گیا ہے۔یہ سب کچھ ریاست کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔جب یہ سراسر حقیقت کے برعکس ہے۔پاکستان میں تمام اقلیتی برادریوں کے افراد ووٹ ڈالنے کا حق رکھتے ہیں۔قادیانی بھی آئین پاکستان کے مطابق غیر مسلم اقلیت ہیں اورانہیں دیگر اقلیتوں کی طرح ووٹ ڈالنے کا پوراحق ہے۔یہ رپورٹ پاکستان کو سازش کی کھائی میں گرانے کی کوشش ہے۔اس رپورٹ میں پاکستان کے وزیر برائے پارلیمانی امور جناب علی محمد خان پر بھی الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ قادیانیوں کے قتل کے حق میں ہیں۔

رپورٹ میں مختلف ملکوں میں اپنی مرضی سے چلے جانے والے قادیانیوں کو برطانیہ اور یورپ میں پناہ گزین کا درجہ دینے پر بھی زوردیا گیا ہے۔جواصل قادیانی جماعت کا منشاءاوراس رپورٹ کا حاصل ہے۔قادیانی رپورٹ کے مرتبین نے رپورٹ میں بڑی چالاکی سے برطانوی حکومت کو یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اب برطانیہ میں بھی قادیانیوں کے خلاف نفرت کا اظہار شروع ہوگیا ہے۔اس رپورٹ میں اسدشاہ قادیانی کے ۲۰۱۶ء میں گلاسگو میں قتل کا تذکرہ بھی اس طرح کیا گیا ہے، جیسے اس میں پاکستان کا ہاتھ ہے۔جبکہ اسدشاہ نے خودمرزا صاحب کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا(جس کا ثبوت یوٹیوب پر موجود ہے)لہٰذا قادیانیوں نے اسدشاہ کو قادیانیت سے خارج کردیا تھالیکن اس قتل کو قادیانیوں نے اپنے مفاد کے لئے خوب استعمال کررہے ہیں۔

اس رپورٹ میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والوں کا برطانیہ میں داخلہ بند کیا جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سارادباؤ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والوں پر ڈالا جارہا ہے تاکہ ان کی زبان بند کی جاسکے تاکہ کوئی بھی مسلمان جھوٹے مدعیان نبوت کی نفی نہ کرسکے۔

اس رپورٹ کی ایگزیکٹوسمری میں صاف نظر آتا ہے کہ یہ قادیانیوں کی طرف سے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ آغاز میں ہی مرزا غلام احمد کے نام سے پہلے لفظ ''حضرت'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح جہاں رپورٹ میں مرزا طاہر اور مرزا مسرور کا نام آیا ہے ان سے پہلے بھی لفظ ''حضرت'' استعمال کیا گیا ہے اور ۱۹۰۱ء میں افغانستان میں مرنے والے پہلے قادیانی کے لئے لفظ ''شہید'' استعمال کیا گیا ہے۔ جب کہ برطانیہ میں مسیحی ادارے، ممبران پارلیمنٹ، خود چرچ آف انگلینڈ اور پادری صاحبان تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی ''حضرت'' یا ''شہید'' کا لفظ استعمال نہیں کرتے اور نا کسی مسلمان کے لئے وہ لفظ شہید استعمال کرتے ہیں۔

اس رپورٹ میں قادیانیوں کو غیر متشدد اور پر امن کمیونٹی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن کو چاہئے کہ ان کی پر تشدد کارروائیوں جیسے ۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے معصوم طلبہ پر قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں تشدد اور ۱۹۸۴ء میں مولانا اللہ یار ارشد کو اغوا کر کے ان پر تشدد جیسے واقعات سے برطانوی حکومت کو آگاہ کرے۔

رپورٹ کے مندرجات سے بالکل واضح ہے کہ یہ پاکستان کے خلاف یکطرفہ الزامات پر مبنی قادیانیوں کا تیار کردہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس لئے ہماری وزارت خارجہ کو چاہئے کہ وہ برطانوی ہائی کمشنر کو بلا کر اس رپورٹ پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرائے۔

اس رپورٹ میں پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو بھی چیلنج کیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں نے ایک سیکولر ریاست بنانے کے لئے تحریک پاکستان میں مرکزی کردار ادا کیا۔ لیکن اسلام پسند یہاں پر شریعہ نظام لاگو کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے قادیانیوں کو تمام بااثر پوزیشنز سے ہٹا دیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے تو اپنے مرنے والوں کو بھی امانتاً یہاں دفن کیا ہوا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے پاکستان پر جلد ہی ہندوستان کا قبضہ ہوگا اور اکھنڈ بھارت بنے گا اور وہ اپنے مرنے والوں کی باقیات کو نکال کر قادیان (انڈیا) لے جائیں گے۔

سیکولر ریاست کے قیام کے حوالے سے رپورٹ میں قائداعظم کے ایک بیان کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہندو، ہندو نہیں رہے گا۔ مسلم، مسلم نہیں رہے گا۔ لیکن اس کو مذہب کے تناظر میں نہ لیا جائے بلکہ سیاسی طور پر لیا جائے۔ جبکہ قائداعظم نے بار بار اپنے بیانات میں فرمایا کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی اور یہ ریاست مدینہ کی طرز پر ہوگی۔ اس پر موجودہ وزیراعظم عمران خان بھی بہت

زور دے رہے ہیں۔ قائداعظم نے کہا کہ پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا گیا۔ بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

☆...... یہاں ایک بات اور بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ قادیانیوں کی سماج و ملک کے خلاف مختلف اور خطرناک وافسوس ناک سوچ کے باعث ان کو بااثر عہدوں سے ہٹانے کا کام اس وقت کے منتخب وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو شہیدؒ اور ان کی جمہوری پارٹی حکومت نے اپوزیشن کے ساتھ مل کر متفقہ طور پر کیا تھا اور قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت بھی قرار دیا تھا۔ اس کے بعد صدر پاکستان محمد ضیاء الحقؒ کی حکومت نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے اکثریت کے احساسات اور جذبات کی ترجمانی کی۔

☆...... اس انکوائری رپورٹ میں قادیانیوں کی دوعبادت گاہوں پر ۲۸ رمئی ۲۰۱۰ء کے حملوں کا ذکر کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہاں قادیانیوں کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ۲۰۱۰ء میں بیرونی طاقتوں کی مداخلت کی وجہ سے پاکستان پر دہشت گردوں کے نے آرمی، نیوی اور ایئرفورس کے ہیڈکوارٹرز کے ساتھ ساتھ ایئرپورٹس، یونیورسٹیز، کالجز، سکولز، مساجد، امام بارگاہوں، مزارات، پارکس اور مارکیٹوں پر ہزاروں کی تعداد میں حملے کر کے نہ صرف ان مقامات کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ ساتھ ساتھ ہزاروں لوگوں کی جانیں بھی لیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاکستان کی نیوی اور آرمی کے ہیڈکوارٹرز، انٹیلی جنس ایجنسی آئی۔ایس۔آئی کے دفاتر بھی ان حملوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ جب کہ قادیانی عبادت گاہوں پر دہشت گردی باہر کے ویزے حاصل کرنے کے لئے خود قادیانی قیادت کی شاطرانہ چال سمجھی گئی ہے۔

☆...... ہم قادیانیوں اور ان کی عبادت گاہوں پر حملوں کی پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن اس پرتشدد دور میں پاکستان کی سالمیت کو دہشت گردی سے جس قدر خطرہ تھا، ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی دوعبادت گاہوں پر حملہ پاکستانی ریاست کی سرپرستی میں نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ رپورٹ میں تاثر دینے کی کوشش کی گئی۔ قادیانیوں کی اس تیار کردہ رپورٹ جو بظاہر منسوب ارکان پارلیمنٹ کی طرف ہے اس انکوائری رپورٹ نے برطانوی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ پاکستان کو دی والی امداد کو قادیانیوں سے متعلق مطالبات کو تسلیم کرنے سے مشروط کرے۔ یک طرفہ انکوائری رپورٹ میں ہائی کورٹ کے جسٹس جناب شوکت عزیز صدیقی کے ایک فیصلے کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس میں انہوں نے مسلح افواج اور دیگر اداروں کی اہم پوسٹوں سے قادیانیوں کو ہٹانے کا کہا ہے۔ ہماری وزارت خارجہ کو چاہیے کہ بین الاقوامی سطح پر اس مسئلے کو اجاگر کرے کہ ہماری مسلح

افواج اور عدلیہ آزاد اور باوقار ادارے ہیں۔ ان کے فیصلے حقائق پر مبنی ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی مسلح افواج کا ماٹو ’’جہاد فی سبیل اللہ‘‘ ہے۔ جبکہ قادیانی جماعت کے بانی اور اس کے ارکان جہاد کے منکر ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فوج اور قادیانی ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

☆...... قادیانیوں کی طرف سے تیار کردہ اس رپورٹ میں پاکستانی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو ووٹ کا حق، لٹریچر چھاپنے کی اجازت اور مذہبی آزادی دی جائے۔ قادیانی مخالف تقاریر اور مبلغین پر پابندی عائد کی جائے۔ جبکہ برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ پاکستان پر دباؤ ڈالے کہ قادیانی مخالف قوانین ختم کرے۔ قادیانیوں کے سکولز، کالج واپس کرے۔ قادیانی پناہ گزینوں کو برطانیہ میں بسایا جائے۔ رپورٹ میں قادیانیوں کو برطانیہ میں مستقل رہائش دلانے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اس ساری کوشش کا بنیادی محور یہی نکتہ ہے۔ جو کے حصول کے لئے رپورٹ کا شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے۔

☆...... پاکستانی وزارت خارجہ کو چاہئے کہ وہ پاکستان میں مقیم برطانوی ہائی کمشنر کو طلب کر کے وضاحت حاصل کریں کہ پاکستان کا مؤقف لئے بغیر یہ یکطرفہ انکوائری رپورٹ کیسے چھاپ دی گئی۔ اسے فوراً انٹرنیٹ سے ہٹایا جائے۔ یہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے۔

☆...... اس رپورٹ میں ہندو، شیعہ اور مسیحی برادری کو بھی پاکستان کے خلاف فریق بنایا گیا ہے۔ لہٰذا ان برادریوں کے سرکردہ افراد کے ساتھ ایک پریس کانفرنس کر کے برطانوی حکومت کو ایک واضح پیغام دیا جائے۔

☆...... پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذمہ داران اس مسئلے کو ہر سطح پر اٹھا کر عوام الناس میں آگاہی اور شعور پیدا کریں۔

☆...... پاکستان کے انٹیلی جنس ادارے اس بات کی تحقیق کریں کہ لندن میں پاکستانی سفارت کار اس معاملے پر خاموش کیوں ہیں۔

☆...... اسلام اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ اس لئے حکومت وقت کو چاہئے کہ اقلیتوں کے تحفظ کو مزید یقینی بنایا جائے۔

☆...... حکومت پاکستان کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو اس رپورٹ کے تیار کرنے پر اور پاکستان کو بدنام کرنے اور پاکستان پر اقتصادی پابندیاں لگوانے کے لئے پاکستان کے خلاف سازش کرنے پر قادیانی جماعت کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرے۔

☆...... حکومت پاکستان، وزارت خارجہ، بیرون کے سفارت خانوں کو حقائق پر بریفنگ دے کر پاکستان کو بدنام کرنے کی قادیانی چال کو ناکام بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کرے۔ (جناب طٰہٰ قریشی)

نعت شریف

جناب علامہ طالوتؒ

این و آں کی رہنمائی کیجئے
یا محمدؐ! مقتدائی کیجئے

اسوہ تیرا ہے ہمارا رہنما
ہاں! عمل سے رہنمائی کیجئے

کشتی امید ہے سنت تیری
ڈوبتوں کی ناخدائی کیجئے

جاں و دل سے اہل دل حاضر ہیں آج
دلستانی دلربائی کیجئے

اپنی امت کی شفاعت کے لئے
مہربانی انتہائی کیجئے

اتباع حق ہے تیرا اتباع
اب خدائی پر خدائی کیجئے

بعد حق سب سے بڑے ہیں آپ ہی
سجتی ہے جو بھی بڑائی کیجئے

ہوں غلام ابن غلام ابن غلام
مجھ سے کیوں بے اعتنائی کیجئے

پھر مدینہ میں مجھے بلوایئے
پاس درد نارسائی کیجئے

عشق صادق ہورہا ہے پابگل
عشق کی مشکل کشائی کیجئے

اپنے قدموں میں جگہ دے کر مجھے
بندہ در سے بھلائی کیجئے

اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم

قسط نمبر7: مصنفہ: عبداللہ مسعود: ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

احادیث شریفہ

قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ ملاحظہ کرنے کے بعد اب دو حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر کی جاتی ہیں، جن سے آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حدیث (۱): سنن دارمی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات اقدس کے متعلق ارشاد فرمایا: ’’انما انا رحمۃ مھداۃ ﴿بلاشبہ میں رحمت ہوں جو (اللہ کی طرف سے تمہارے لئے) ہدیہ کیا گیا ہوں﴾‘‘ آسمان و زمین کے رہنے والے (منکرین و کافرین کے علاوہ) سب ہی کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ہیں۔ لہٰذا عالم علوی ہو یا سفلی، عالم انس ہو یا جن، عالم ملائکہ ہوں یا مقربین، عالم حیوانات ہو یا عالم جمادات۔ سب کے لئے آپ ﷺ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ہیں۔

حدیث (۲): مسند احمد کی روایت ہے: ’’حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر سے مدینہ منورہ واپس ہوئے، یہاں تک کہ جب قبیلہ بنو نجار کے باغوں میں سے ایک باغ کے پاس پہنچے تو اس میں ایک اونٹ تھا، جو شخص بھی اس باغ میں جاتا وہ اس پر حملہ آور ہو جاتا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی۔ آپ ﷺ باغ کے پاس تشریف لائے اور اونٹ کو آواز دی، وہ اپنا ہونٹ زمین پر لٹکائے (گھسیٹتے) ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی مہار لاؤ! چنانچہ (مہار لائی گئی اور) آپ ﷺ نے مہار لے کر اس کی ناک میں ڈال دی۔ اور اونٹ کو مالک کے حوالے کر دیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: زمین و آسمان میں ایسا کوئی نہیں جس کو اس کا یقین نہ ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافر جنات اور کافر انسانوں کے۔‘‘

چوتھی بات: ایمان اور محبتِ نبوی (ﷺ) کا باہمی ربط

جملہ انسانوں سے عمومی طور پر اور مسلمانوں سے خصوصی طور پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ سے محبت کرنا دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ ایک کے ذکر سے دوسرے کا ذکر خود بخود ہو جائے گا۔ قرآن و حدیث میں ایمان اور محبت دونوں کا اکٹھے ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے!

حدیث پاک الف: آپ ﷺ کے خادم خاص ’’حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو، اس کے والد، اس کی اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔‘‘

اس حدیث پاک سے صاف طور پر معلوم ہورہا ہے کہ جب تک محبت کامل نہ ہو اس وقت تک ایمانِ خالص نصیب نہیں ہوسکتا۔

ب: آیت مبارکہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ’’قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَ اَبْنَاءُ کُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ، وَاللّٰهُ لَا یَهْدِ ی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ.‘‘ (توبہ:۲۴) ﴿فرمادیجئے! اگر تمہارے باپ اور بیٹے، اور بھائی، اور عورتیں، اور برادری، اور مال جو تم نے کمائے ہیں، اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو، اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور اس کی راہ میں لڑنے سے، تو انتظار کرو! یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم، اور اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمان لوگوں کو۔﴾

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت تنبیہ ہے کہ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت کے علاوہ تمہیں اور کوئی چیز محبوب نہیں ہونی چاہئے! ورنہ پھر عذاب ملے گا۔

محبت رسول (ﷺ) کے دو درجے

پہلا درجہ: فرض کا ہے، وہ اس طرح کہ جن فرائض و واجبات کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے تو اس میں آپ ﷺ کی اطاعت کرنا اور ان اوامر کو بجالانا فرض ہے۔ اور جن محرمات وغیرہ سے منع کیا ہے تو ان سے رکنا اور اجتناب کرنا فرض ہے۔ اور جو احکام شرعیہ آپ ﷺ لائے ہیں، ان کو دل و جان سے تسلیم کرنا، اور دل میں ذرا بھر بھی تنگی محسوس نہ کرنا فرض ہے۔ اور مشکوٰۃ نبوت سے ہدایت و خیر کو حاصل کرنا، آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور (جھوٹے مدعی نبوت) کو مہتدا و مقتداء اور باعث نجات نہ سمجھنا فرض ہے۔

دوسرا درجہ: افضلیت و مندوبیت کا ہے۔ وہ یہ کہ مسلمان فرضیت سے ترقی کر کے اپنی زندگی کے ہر شعبے (نشست و برخاست، نقل و حرکت، خورد و نوش، شادی و غمی) میں آپ ﷺ کی اتباع کرے، اور آپ ﷺ کی سیرت و اخلاق کو اپنائے، اور آپ ﷺ کے سکھلائے ہوئے آداب اور حسن معاشرت کو اختیار کرے۔

ج: مشکوٰۃ شریف اور حدیث پاک کی دیگر کتب میں ہے کہ:’’حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:تم میں کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔‘‘

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اور کامل مؤمن کہلانے کا وہی حقدار ہے جو اپنی خواہشات کو رسول اللہ ﷺ کی شریعت پر قربان کردے۔ جو ایسا نہ کرے وہ کامل مؤمن نہیں ہوسکتا۔

دوسری بحث ...... محبت کے اسباب کے بیان میں

بلاشبہ اسباب محبت تین ہی ہیں:۱......جمال،۲......کمال،۳......نوال (عطایا)۔

یقیناً آنحضرت ﷺ ان تینوں اسباب (جو موجبِ محبت ہیں) کے جامع تھے۔(یعنی تینوں اسباب کامل طور پر آپ ﷺ میں بیک وقت پائے جاتے تھے)اس لئے ہر مکلّف انسان پر واجب و لازم ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے فطری وخلقی محاسن،اور آپ ﷺ کے جسمانی ونفسانی اور روحانی وعقلی کمالات کو جانے اور پہچانے۔تاکہ آپ ﷺ کی سچی وسُچی محبت کا اسے مقام ومرتبہ حاصل ہو۔کیونکہ معرفت ہی تو محبت کی اساس ہے۔

آپ ﷺ کا ظاہری جمال

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات والاصفات کے اعتبار سے بھی عظیم الشان تھے،اور دوسروں کی نظر میں بھی بڑے رتبے والے تھے۔آپ ﷺ کا چہرۂ انور ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا،آپ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا۔لیکن زیادہ لمبے قد والے سے پست (یعنی درمیانہ) تھا۔ سرمبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔موئے مبارک کسی قدر خم دار تھے۔اگر سر کے موئے مبارک میں اتفاقاً خود بخود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔جس زمانہ میں حضور ﷺ کے موئے مبارک بڑھے ہوئے ہوتے تو کان کی لَو سے متجاوز ہوجاتے تھے۔

آپ ﷺ کا رنگ مبارک نہایت چمک دار تھا،اور پیشانی مبارک کشادہ تھی،آپ ﷺ کے اَبرو مبارک خم دار اور باریک وگنجان تھے۔دونوں اَبرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ان دونوں کے درمیان ایک رَگ تھی جو غصے کے وقت ابھر جاتی تھی۔آپ ﷺ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک نور تھا۔ابتداءً دیکھنے والا آپ ﷺ کو بڑی ناک والا سمجھتا۔لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے۔ورنہ فی نفسہٖ زیادہ بلند نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں والی تھی۔آنکھ مبارک کی پُتلی نہایت سیاہ

تھی۔ رخسار مبارک ہموار ہلکے گوشت لٹکے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے۔ اور رنگ مبارک میں چاندی جیسی صفائی اور خوبصورتی تھی۔ آپ ﷺ کے تمام اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے۔ بھاری گٹھے بدن والے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ تھا۔ جوڑوں اور کلائیوں کی ہڈیاں مضبوط تھیں۔ (جو نہایت ہی قوت کی دلیل ہے)

آپ ﷺ کا بدن مبارک چمک دار اور روشن نظر آتا تھا۔ (بدن مبارک کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمک دار تھا۔ چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں محفوظ ہو) ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی، اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مبارک بالوں سے خالی تھا۔ البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ آپ ﷺ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں مبارک فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم مبارک گداز و پُر گوشت تھے۔ ہاتھ اور پاؤں مبارک کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ ﷺ کے تلوے مبارک قدرے گہرے تھے۔

اور ایک روایت میں حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں کہ: ’’آپ ﷺ کو جو شخص اچانک دیکھتا تو (اوّل وہلہ میں آپ کے وقار و رعب کی وجہ سے ہیبت میں آ کر) مرعوب ہو جاتا البتہ جو آدمی پہچان کر میل جول کرتا وہ آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمہ و اوصافِ جمیلہ کا گھائل ہو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ اور آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے یہ کہتا کہ میں نے حضور ﷺ جیسا باجمال و باکمال نہ آپ ﷺ سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔‘‘

اور حضرت حسان بن ثابتؓ اپنے مشہور قصیدہ کے آخر میں فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِی　　وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

﴿میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین کبھی دیکھا ہی نہیں، اور آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے کوئی جنا ہی نہیں۔﴾

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ کُلِّ عَیْبٍ　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

﴿آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ویسا ہی پیدا کیا گیا جیسا آپ چاہتے تھے۔﴾

فضائل سیدنا علیؓ بن ابی طالب از مسلم شریف

مولانا محمد شاہد ندیم

۱...... حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے حضرت سعدؓ کو امیر بنایا اور ان سے فرمایا حضرت علیؓ سے محبت کی وجوہات بیان فرمائیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا میں تو ان تین باتوں کی وجہ سے محبت کرتا ہوں، جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمائی ہیں اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے، تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ ﷺ نے غزوہ (تبوک) میں جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اے علی) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ آپ میرے پیچھے رہ جانے میں ایسے ہیں جیسے حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے، بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

اور میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ خیبر والے دن فرما رہے تھے کہ کل میں ایک ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول کا محبوب ہے۔ تو راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے گردنیں لمبی کیں (اس انتظار میں کہ کون خوش نصیب ہوگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس حضرت علیؓ کو بلاؤ، آپ کو بلایا گیا تو آپؓ کی آنکھ دکھ رہی تھی تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن آپ کی آنکھوں پر لگایا اور جھنڈا آپ کو عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح عطا فرمادی۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ''ندع ابناء نا وابناء کم الخ'' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ سب میرے اہل ہیں۔

(مسلم شریف ج۲ ص۲۷۸)

۲...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جھنڈا میں ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں مجھے کبھی بھی امارت محبوب نہیں ہوئی مگر اس دن میرا جی بھی چاہا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سامنے آیا، اس امید سے کہ شاید مجھے بلاوا آجائے، تو آپ ﷺ نے

حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلایا اور جھنڈا عطا فرمایا اور فرمایا چلو اور کسی طرف توجہ نہیں کرنی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے۔ راوی فرماتے ہیں پھر حضرت علیؓ کچھ دیر چلے پھر ٹھہر گئے اور کسی طرف توجہ نہیں فرمائی پھر چیخ کر بولے یا رسول اللہ! میں لوگوں سے کس وقت تک قتال کرتا رہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تک وہ کلمہ کی گواہی نہ دے دیں، جب گواہی دے دیں تو انہوں نے اپنا خون اور مال تم سے محفوظ کرلیا سوائے کسی حق کے بدلہ کے، اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۷۹)

۳...... حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو حضرت علیؓ ایسے صحیح ہوگئے گویا ان کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا آہستہ آہستہ چلو ٹھہراؤ اختیار کرو یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں اتر جاؤ اور پہلے اسلام کی دعوت دو اور جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے اس کی خبر دو اور اللہ کی قسم اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۷)

۴...... حضرت یزید بن حیانؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت حصین بن سبرہؒ اور حضرت عمر بن مسلمہؒ، حضرت زید بن ارقمؓ کی طرف چلے تو جب ہم ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے تو حضرت حصینؒ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا: اے زید! تم نے بہت بڑی نیکی حاصل کی ہے کہ تم نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی ہے اور آپ ﷺ کی حدیث سنی ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اے زید! آپ نے بہت کثرت سے بھلائیاں حاصل کرلی ہیں۔ اے زید! ہمیں بھی احادیث سناؤ۔ حضرت زیدؓ فرمانے لگے: اے بھتیجے! اللہ کی قسم میری عمر بڑھاپے کو پہنچ گئی ہے ایک زمانہ گزر چکا ہے میں کچھ باتیں بھول گیا ہوں اس لئے جو میں سناؤں ٹھیک ہے اور جو نہ سناؤں تو مجھے مجبور نہ کرنا۔

پھر زیدؓ فرمانے لگے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے ایک پانی پر جسے خُم کہہ کر پکارا جاتا ہے (یعنی غدیر خم میں پڑاؤ تھا) جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان جگہ ہے تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور وعظ ونصیحت فرمائی، پھر فرمایا: اما بعد! اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ میں بھی ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے تو اس کو قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو تم اللہ کی اس کتاب کو پکڑے رکھو اور اس کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہو اور آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی خوب رغبت دلائی۔ پھر فرمایا (دوسری

چیز) میرے اہل بیتؓ ہیں، میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیتؓ کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حضرت حصینؒ نے حضرت زیدؓ سے عرض کیا: اے زید! کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا کیوں نہیں ازواج مطہراتؓ بھی اہل بیت میں سے ہیں بلکہ وہ سب اہل بیت میں سے ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ حضرت حصینؒ نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟ تو حضرت زید نے فرمایا کہ وہ آل علیؓ، آل عقیلؓ، آل جعفرؓ، آل عباسؓ کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۷۹)

۵...... حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ مروان کے خاندان میں سے ایک آدمی مدینہ منورہ پر حاکم مقرر ہوا، اس حاکم نے حضرت سہل بن سعد کو بلایا اور کہا کہ حضرت علیؓ کو نازیبا الفاظ کہیں۔ حضرت سہلؓ نے انکار کر دیا تو اس حاکم نے حضرت سہلؓ سے کہا اگر تم انکار کرتے ہو تو اس طرح کہو کہ ابوالتراب اللہ کی رحمت سے دور ہوں۔ حضرت سہلؓ فرمانے لگے کہ حضرت علیؓ کو تو ابوالتراب سے زیادہ کوئی نام محبوب ہی نہ تھا اور جب علیؓ کو اس نام سے پکارا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے، اس حاکم نے کہا ابوالتراب نام رکھنے کی وجہ کیا تھی تو حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے گھر میں حضرت علیؓ کو موجود نہ پایا آپ ﷺ نے پوچھا (اے فاطمہ) تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے وہ غصہ ہوکر باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں نہیں سوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا تلاش کرو کدھر ہیں تو وہ آدمی واپس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت علیؓ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے اور حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے اور چادر پہلو سے ہٹی ہوئی تھی اور جسم مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کے جسم سے مٹی صاف کرنا شروع کر دی اور آپ فرمانے لگے اٹھ جاؤ ابوتراب! اٹھ جاؤ ابوتراب! (مسلم شریف ج۲ص ۲۸۰)

سرزمین حجاز جدہ سے خطاب

۲۰ رجنوری ۱۹۵۱ء کو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی جدہ سے سوئس کے لئے اطالوی جہاز سے روانہ ہوئے تو اپنے روزنامچہ میں لکھا: ’’جزیرۃ العرب! ہم تجھ سے جدا ہو رہے ہیں مگر اکتا کر نہیں اور نہ ہمیشہ کے لئے ہمارا یہ سفر بھی دراصل تیرے ہی رشتہ سے اور تیرے اس عزیز خاندان کے افراد کی ملاقات کی غرض سے ہے جو بحر احمر اور بحر روم کے ساحل پر پھیلا ہوا ہے۔ میں ان کو تیرا اسلام پہنچاؤں گا اور اس بات کا جائزہ لوں گا کہ تجھ سے جدا ہونے کے بعد زمانہ کے دست برد نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اس دعوت و پیغام کی مقدس امانت کے ساتھ انہوں نے کیا برتاؤ کیا۔‘‘ (کاروان زندگی ص ۳۶۴)

حضرات صحابیاتؓ کی تابناک زندگیاں

مولانا عزیز الرحمٰن مدنی بجنور

شفاء بنت عبد اللہؓ

آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ حضور ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک تہبند اور ایک بستر بنایا تھا۔ جب حضور ﷺ ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو ان کو یہ پیش کرتیں۔ آپ ﷺ اس بستر پر آرام فرماتے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ تہبند اور بستر تبرکات کے طور پر ان کی اولاد میں محفوظ رہا۔

انہوں نے حضور ﷺ کی اجازت سے زہریلے جانوروں کے کاٹے کی ایک دعا یاد کر رکھی تھی۔ جو ان کے پاس آتا اس پر دم کرتیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کو آرام ہو جاتا تھا۔ دعاء یہ ہے: ’’بسم اللّٰہ صلوا صلب جبر تعوذا من افواھھا فلا تفر احد اللّٰھم اکشف الباس رب الناس‘‘ (جمع الفوائد)

یہ دعاء بچھو، بھڑ وغیرہ دوسرے زہریلے جانوروں کے کاٹے میں بفضلہٖ تعالیٰ مفید ہے۔

حضرت اسماء بنت یزیدؓ

نہایت جلیل القدر اور بہادر صحابیہؓ ہیں۔ جنگ یرموک میں شریک تھیں۔ اس میں انہوں نے اپنے خیمہ کی چرب سے رومیوں کو ہلاک کیا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ نے دودھ پی کر پیالہ حضرت اسماءؓ کو دے دیا۔ انہوں نے پیالے کے کناروں پر کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑی جہاں منہ لگا کر دودھ نہ پیا ہو اس وجہ سے کہ میرا منہ اسی جگہ سے لگ جائے، جہاں حضور ﷺ کا دہن مبارک لگا ہے۔ آپ کو بارگاہ نبوت میں بہت زیادہ تقرب حاصل تھا۔ اکثر و بیشتر حضور ﷺ کے دولت کدہ پر تشریف لے جاتیں اور آپ ﷺ سے دین کی باتیں دریافت کیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے دریافت کیا کہ: ’’خدا نے آپ کو مردوں عورتوں سب کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ ہم عورتیں بھی آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں۔ لیکن ہماری اور مردوں کی حالت میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم پردہ نشین ہیں۔ اس لئے جماعت اور جمعہ میں شریک نہیں ہو سکتیں اور مرد ہیں کہ جمعہ، جماعت، نماز جنازہ کا ثواب حاصل کرتے ہیں، وہ بلا روک ٹوک حج کو بھی جاتے ہیں اور یہ ہے کہ جہاد کا ثواب بھی لوٹتے ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ ان کے گھروں کی حفاظت کرتی ہیں۔ چرخہ کاتتی ہیں، ہم پر کیا ثواب؟‘‘

حضور ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ’’تم نے کبھی کسی عورت کی ایسی گفتگو سنی ہے؟‘‘ عرض کیا: ’’نہیں۔‘‘ پھر حضور ﷺ نے حضرت اسماءؓ بنت یزید کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’عورت کے لئے خاوند کی رضا جوئی نہایت ضروری ہے۔ اگر وہ فرائض زوجیت کی ادائیگی کرتی اور خاوند کی مرضی پر چلتی ہے تو وہ برابر مرد کے ثواب میں شریک رہتی ہے۔‘‘ (جمع الفوائد)

حضرت خنساءؓ

یہ بہت بڑی شاعرہ گزری ہیں۔ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھی ہوچکی تھیں۔ لیکن شوق دیدار میں دور دراز کا سفر اختیار کیا اور جمال جہاں آراء ﷺ کی زیارت سے دل کو سرور اور آنکھوں کی تازگی حاصل کی۔ حضور ﷺ کو انہوں نے اپنے اشعار سنائے تو آپ ﷺ نے ان کی فصاحت پر تعجب فرمایا۔ ان کے متعلق صاحب اسد الغابہ تحریر فرماتے ہیں: ’’تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ خنساءؓ کے برابر نہ پہلے اور نہ بعد میں کوئی عورت شاعرہ پیدا ہوئی۔‘‘ (اسد الغابہ ج۵ ص۴۴۲)

سیرت کی کتابوں میں بازار عکاظ کا تذکرہ آتا ہے۔ وہاں ان کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جنگ قادسیہ میں اپنے بیٹوں کو رخصت کرتے وقت انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سے ایمان تازہ فرمایئے: ’’پیارے بیٹو! تم نے ہجرت اور اسلام اپنی مرضی سے اختیار کیا ہے۔ تمہارے یہاں قحط بھی نہیں پڑا تھا جو تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں (عراق کی جنگ میں) لائے۔ خدا کی قسم تم ایک ماں باپ کی اولاد ہو میں نے نہ تو تمہارے باپ کی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل ورسوا کیا۔ تم جانتے ہو کہ دنیا سرائے فانی ہے اور کافروں سے لڑنے میں بڑا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’یایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا‘‘ اس لئے صبح ہی اٹھ کر جہاد کی تیاری کرو اور آخری دم تک لڑو۔ چنانچہ صبح کو دونوں بیٹوں نے بہادری سے کافروں کا مقابلہ کیا۔ بالآخر شہید ہوگئے۔ آج کل عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں۔ مگر افسوس کہ ان میں سے اکثر میں روح اسلام نہیں ہے۔

’’پانی پت‘‘ اور ’’واٹرلو‘‘ کی مناسبت

’’نپولین کا ذکر نکلا تو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بتایا کہ ہندوستان کے ’’پانی پت‘‘ اور انگلستان کے ’’واٹرلو‘‘ (water Loo) میں واقعات کی مناسبت پائی جاتی ہے۔ پانی کی جگہ اس نام میں واٹر موجود ہے۔ اور لو (Loo) بلیجیم زبان پتے کو کہتے ہیں۔ پانی پت میں بھی پت شامل ہے، دونوں مقامات جنگوں کے لئے بھی مشہور ہیں۔ تاریخی واقعات اور لفظ ومعنی کا یہ توارد واقعی عجیب ہے۔‘‘ (سیاحت نامہ ماہر القادری ص۱۲۳)

ٹونک کی دینی معاشرت اور سید محمود الحسن بخاریؒ

حکیم سید محمود احمد برکاتی

دینی معاشرے کے جس پہلو کا اس وقت تذکرہ مقصود ہے وہ یہ ہے کہ کارواں در کارواں علماء کی آمد سے درس وتدریس کا ہنگامہ گرم ہوگیا۔ اب ہر مسجد مدرسہ بن گئی اور نام ور اساتذہ اور اصحاب درس کا شہرہ سن کر دور دور سے طالبان علوم آنے لگے اور قال واقوال کی مجالس آراستہ ہوگئیں۔ ٹونک کے غریب اور سادہ دل عوام اور دین دار اہل ثروت ان طالبان علوم کی کس طرح پذیرائی اور میزبانی کرتے تھے۔ اس کا اندازہ یوں کیجئے کہ ان افغانی، سرحدی اور بخاری طلبہ میں سے ایک بڑی تعداد ٹونک ہی میں رہ پڑتی تھی۔ ٹونک کے باشندے بڑی آسانی، شوق، فخر اور کار ثواب سمجھ کر اور بعض بعض نیک دل مسلمان تو خود پیش کش کر کے اپنی لڑکیاں ان کے عقد میں دے دیا کرتے تھے۔ حال آنکہ ان طلبہ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہوتا تھا۔ سسرال والوں کی ذمہ داریوں سے ایک ذمہ داری ان کے لئے ذریعہ معاش فراہم کرنا بھی ہوتا تھا۔

پھر ان طلبہ کے خاندان اور نسل کا کوئی پتہ ہوتا تھا، نہ لڑکی کے سسرال کا کوئی وجود۔ ان کی واحد کوالی فکیشن یہ ہوتی تھی کہ یہ ''طالبیلم'' (طالب علم) ہیں۔ سوا سو روپیہ چنور شاہی (ریاستی روپیہ) کا مہر بندھتا تھا جس سے زیادہ مہر باندھنے کی ریاست کی طرف سے شدید پابندی تھی۔ والیٔ ریاست کے حکم سے اس رقم میں اضافہ کیا جاسکتا تھا۔ والیٔ ریاست کے حکم میں استثنا کی مثالیں نادر ہیں۔ لڑکی کے والدین ہی اس جوڑے کے لئے معاش کا انتظام نیز مکان اور اثاث البیت (گھر کا سامان) فراہم کرنے کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ بڑے چاؤ سے وہ یہ ذمہ داری نبھاتے تھے۔

یہاں اسی سلسلے میں ایک لطیفہ بھی سن لیجئے! آپ جانتے ہیں کہ فارسی کے زیر اثر افغانستان وترکستان وغیرہ میں ''پیدا کرنا'' حاصل کرنے، فراہم کرنے اور تلاش کرنے کے مفہوم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک ''طالبیلم'' نے جب ٹونک میں توطن اور تاہل کا فیصلہ کیا تو اپنے ایک مقامی اور ہم عمر شناسا سے بے تکلفی کے ساتھ ارشاد ہوا: ''صیب (صاحب)! تم ایک لڑکی پیدا کرو۔ ہم اس سے شادی کرے۔'' مقامی شناسا، مولوی صاحب کے محاورے سے بے خبر تھا۔ اس لئے ''تم ایک لڑکی پیدا کرو'' کے جملے سے بگڑ گیا اور برہم ہوکر چیخنے لگا۔ مجمع ہوگیا۔ مولوی صاحب گھبرا گھبرا کر کہتے کہ: ''ہم نے ایسا کیا بات کہہ دیا ہے؟'' آخر ایک معمر بزرگ نے اس نوجوان کو الگ لے جا کر پوچھا۔ نوجوان نے جب لڑکی پیدا کرنے کی بات کہی تو ان بزرگ نے اس کے سامنے: ''پیدا کرنے کے فارسی اور اردو مفاہیم کا فرق بیان

کرکے اس کی برہمی کو رفع کیا اور خود ایک لڑکی ’’پیدا کرنے‘‘ کا وعدہ کر کے مولوی صاحب کو مطمئن کیا۔‘‘

لیجئے اب سید محمود الحسن بخاری کی شادی کا قصہ خود انہی کی زبان سے سنئے۔ کہنے لگے: ’’جب ہم درس سے فراغت حاصل کر چکے تو ہمارے دوستوں نے ہم سے کہا کہ مولوی صاحب اب آپ یہیں سکونت اختیار کرلیں اور شادی کرلیں۔‘‘ ہم نے کہا: ہماری آمدنی بہت محدود ہے۔ ہم بی بی کو کیا کھلائیں گے؟ دوست نے ٹوکا: ’’آپ عالم ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں رازق تو اللہ تعالیٰ ہے۔ آنے والی خود اپنا رزق ساتھ لائے گی۔‘‘ ہم نادم ہوئے اور سوچ کر جواب دینے کا وعدہ کیا۔ چند روز کے بعد وہ دوست جواب لینے آئے تو ہم نے کہا: ’’فی الحال ہمارا شادی کا ارادہ نہیں ہے۔ اس لئے تم احمد (چھوٹے بھائی) کی شادی کی فکر کرو۔ وہ شادی پر آمادہ ہے۔‘‘ دوست نے کہا: ’’اچھا تو جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر ہمارے یہاں آجانا۔ ہم اپنی لڑکی سے تمہارے بھائی کا عقد کر دیں گے۔‘‘ چنانچہ ہم جمعہ کے دن اپنے بھائی اور دو ایک طلبہ کے ساتھ اس دوست کے یہاں پہنچ گئے۔ وہاں بھی کچھ لوگ جمع تھے۔ سوا سو روپیہ مہر فاطمی کے عوض احمد کا عقد شرعی ان کی لڑکی سے ہوگیا۔ مغرب کی نماز کے بعد ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے دوران ہی ہمیں خیال آیا کہ احمد اپنی بی بی کو لے کر جائے گا کہاں؟ مسجد کے حجرے میں تو لے جا نہیں سکتا۔ چنانچہ ہم نے کھانے کے دوران ہی احمد کے سسر سے اپنی اس پریشانی کا اظہار کیا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر مجھے کھانا جاری رکھنے کو کہا کہ: ’’کھانا تو اطمینان سے کھاؤ۔ اللہ سب انتظام کر دے گا۔‘‘ کھانے سے فراغت کے بعد اس نے مجھے اپنے مکان سے متصل ہی ایک چھوٹا سا مکان دکھایا جس میں لازمی اثاث البیت موجود تھا اور کہا: ’’یہ ہے احمد کا مکان۔ احمد اندر گیا ہے اور اپنی دلہن کو لے کر آنے والا ہے۔‘‘ تھوڑی دیر میں احمد اپنی بی بی کو لے کر آ گیا۔ ہم اس کو وہیں چھوڑ کر اپنی مسجد کے حجرے میں چلے آئے۔ جب ہم نے احمد کی شادی کے اتنے آسان انتظام اور احمد کی خوشحالی کو دیکھا تو ہمارے دل میں بھی شادی کا داعیہ پیدا ہوا۔ ہم نے چند روز کے بعد احمد کے سسر سے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا تو اس نے جواب دیا کہ آپ نے پہلے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے ہم نے اپنی بڑی بیٹی احمد کو دے دی۔ اب آپ اس کی چھوٹی بہن سے نکاح پر راضی ہوں تو ہم تیار ہیں۔ ہم نے کہا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ایک جمعہ کی شام کو ہماری شادی اور آبادی بھی ہوگئی۔‘‘

یہ ہے ایک غریب حمزہ کی داستان اور ایک بخاری کے ٹونکی بن جانے کا قصہ۔ وہ ایک ٹونکی کی حیثیت سے ہجرت کر کے پاکستان منتقل ہوئے۔ ٹونک والوں کے حلقے سے ان کے ہر نوع کے روابط رہے۔ ٹونک والوں ہی میں ان کے بچوں کی شادیاں ہوئیں۔ مولوی محمود بخاری ایک بھرا پرا خاندان چھوڑ کر ایک سو تین سال کی عمر میں مارچ ۱۹۸۵ء میں وصال فرما گئے۔ (جادۂ نسیان ص۱۷۶ تا ۱۷۸)

بغداد کے داعی الی اللہ

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

اس پرعیش وعشرت بغداد میں کچھ نفوس قدسیہ تھے جو دعوت الی اللہ، تزکیۂ نفس، علوم دینیہ کی نشر واشاعت اور تعلیم وتعلم میں ہمہ تن منہمک تھے۔ انہوں نے شہر کے ہنگاموں اور زندگی کی ساری دلچسپیوں سے اپنے کو علیحدہ کرلیا تھا اور اس امت کی روح اور تعلق باللہ کے سرمایہ اور اسلامی زندگی کے سرچشمہ (قرآن وحدیث) کی حفاظت میں مصروف تھے۔ حکومت ان کو کسی قیمت پر خرید نہیں سکی اور دنیا کی کوئی ترغیب ان کو اپنے کام سے ہٹا نہیں سکی۔ ماڈیت کے اس پرتلاطم سمندر میں وہ انسانی جزیرے تھے۔ جہاں ڈوبنے والے پناہ لیتے تھے۔ انہوں نے بغداد میں ماڈی وپرعشرت زندگی کے پہلو بہ پہلو ایک خالص ایمانی اور روحانی زندگی قائم کررکھی تھی۔ جو اپنی طاقت اور وسعت میں ماڈی وسیاسی زندگی سے کم نہ تھی۔ اگر خلفاء اور امراء ووزراء کا قبضہ جسموں پر تھا تو ان کی حکومت لوگوں کے دلوں اور دماغوں پر تھی اور جہاں کہیں ان دونوں میں مقابلہ پیش آتا، تو اکثر اوقات انہی کا غلبہ ثابت ہوتا۔

سلطان وقت ہارون رشید اپنے شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ رقہ میں مقیم تھا کہ مشہور امام حدیث اور مرد صالح حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی آمد ہوئی۔ شہر کی ساری آبادی ان کے استقبال کے لئے نکل پڑی۔ خلیفہ تنہا رہ گیا۔ اژدہام کا یہ حال تھا کہ جوتیاں ٹوٹ گئیں۔ ہارون کی ایک کنیز بالا خانے سے دیکھ رہی تھی۔ پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ خراساں کے ایک عالم آئے ہیں۔ جن کا نام عبداللہ بن مبارکؒ ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ہے بادشاہی نہ کہ ہارون کی بادشاہی کہ بغیر پولیس اور اہل کاروں کے جمع ہی نہیں ہوتے۔

یہ ایمانی اور علمی زندگی بغداد میں صاف نمایاں تھی۔ بغداد جس طرح عیش وعشرت اور مال ودولت کا گہوارہ تھا اور اس کے طالب دنیا کے گوشہ گوشہ سے سمٹ کر یہاں جمع ہوگئے تھے۔ اسی طرح علم وعمل، صلاح وتقویٰ اور دعوت واصلاح کا بھی سب سے بڑا مرکز تھا۔ جہاں اس فن کے امام اور اس فن کے طالب پورے عالم اسلام سے آکر جمع ہوگئے تھے۔ طبقات وتراجم کی کتابیں دیکھنے سے تو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ بغداد میں صلحاء وعلماء کے علاوہ اور کوئی بستا ہی نہ تھا اور قال اللہ وقال الرسول کے سوا کوئی صدا بلند نہیں ہوتی تھی۔ یہ دینی رونق اور عین مرکز حکومت میں دین واصلاح کی یہ دعوت انہی مجاہد بندوں کے دم سے تھی۔

جنہوں نے اسی کام کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیا تھا۔ اس سلسلہ میں سفیان ثوریؒ، فضیل بن عیاضؒ، جنید بغدادیؒ، معروف کرخیؒ اور بشر حافیؒ کا نام اور کام سب سے زیادہ نمایاں اور روشن ہے۔ ان حضرات کے اعمال واخلاق، سچی خدا ترسی، بے لوث زاہدانہ زندگی، مخلوق سے استغناء، ایثار و بے نفسی، بے غرض خدمت خلق اور ایمانی کیفیات، غیر مسلم آبادی تک پر اثر ڈالتی تھیں۔ ان کی ذات سے اسلام کا اخلاقی وقار قائم تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی تقریریں سن کر اور ان کے اعمال واخلاق دیکھ کر بکثرت یہودی، عیسائی، مجوسی اور صابی مسلمان ہوتے تھے۔ (دعوت وعزیمت ج۱ص۹۲،۹۳)

سیدنا امام حسنؓ سے مروی شمائل نبوی ﷺ

شمائل ترمذی میں صحابہ کرامؓ سے مروی آپ ﷺ کے شمائل بڑی وضاحت اور تفصیل سے موجود ہیں۔ ان میں درج ذیل شمائل حضرت امام حسنؓ سے مروی ہیں: آپ ﷺ ہنس مکھ، خوش اخلاق، رحم دل اور اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ اخلاق رذیلہ میں سے کوئی خصلت آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نہ تھی۔ نرم دل، دھیمی آواز، دل موہ لینے والا رویہ اور بامعنی گفتگو فرماتے۔ لایعنی باتوں سے دور رہتے۔ عیب جوئی، غیبت و پوشیدہ برائی، الزام تراشی اور کسی کی بھی عدم موجودگی میں مذمت یا برائی نہ کرتے۔ وہی بات کرتے جس سے کسی کو فائدہ ہوتا یا اس میں اس کی خیر خواہی و بھلائی ہوتی۔ جب آپ ﷺ بولتے تو سننے والے ساکت و جامد ہو جاتے۔ سروں کو جھکا لیتے۔ جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں لوگ خاموش رہتے۔ اگر بولنا ضروری ہوتا تو سلیقے اور آہستہ آواز میں گفتگو کرتے۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے اگر کسی بات پر خوش ہوتے تو آپ بھی خوشی کا اظہار کرتے اور ان کی مسکراہٹ میں اپنی مسکراہٹ شامل کرتے۔ اگر حیران و تعجب والی بات ہوتی تو آپ ﷺ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے اور تعجب کا اظہار فرماتے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ کوئی اجنبی دیہاتی حاضر ہوتا اور اجڈ لہجے میں بات کرتا تو آپ ﷺ سے تحمل و بردباری سے سنتے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ آنے والے کی بات صبر و تحمل سے سننا اور بردباری سے جواب دینا ضروری ہے۔ حق بات کرنے اور سچی تعریف کرنے والے کی تعریف سنتے اور بے جا تعریف اور حد سے تجاوز کرنے والے کو روک دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔ صلح جو، نرم گفتار، دست کشادہ، نرم دل، صادق و امین اور عمدہ صحبت کے حامل تھے۔ اجنبی دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا اور صحبت میں رہنے والا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے کہہ اٹھتا: ''آپ جیسا نہ پہلے تھا، نہ اب ہے اور نہ ہی آئندہ ہوگا۔'' (ریحانۃ النبی ﷺ ص۱۰۰)

امیر خراسان اور نیک سیرت لوہار کا ایمان افروز واقعہ

مولانا محمد امین

عبداللہ طاہر جب خراسان کے گورنر تھے تو نیشا پور اس کا دارالحکومت تھا۔ایک لوہار شہر ہرات سے نیشا پور گیا اور چند دنوں تک وہاں کاروبار کیا۔ پھر اپنے اہل وعیال سے ملاقات کے لئے وطن لوٹنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے رخت سفر باندھا اور رات کے پچھلے پہر سفر شروع کر دیا۔ان ہی دنوں عبداللہ طاہر نے سپاہیوں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ شہر کے راستوں کو محفوظ بنائیں۔تا کہ کسی مسافر کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

اتفاق ایسا ہوا کہ سپاہیوں نے اسی رات چند چوروں کو گرفتار کیا اور امیر خراسان عبداللہ طاہر کو اس کی خبر بھی پہنچا دی کہ اتنے افراد کو چوری کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔اچانک ان میں سے ایک چور بھاگ گیا۔اب یہ گھبرائے کہ اگر امیر کو معلوم ہو گیا کہ ایک چور بھاگ گیا ہے تو وہ ہمیں سزا دے گا۔اتنے میں انہیں سفر کرتا ہوا یہ لوہار نظر آیا۔انہوں نے اپنی جان بچانے کی خاطر اس بے گناہ شخص کو فوراً گرفتار کرلیا اور باقی چوروں کے ساتھ اسے بھی امیر کے سامنے پیش کر دیا۔امیر خراسان نے سمجھا کہ یہ سب چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔اس لئے مزید کسی تفتیش وتحقیق کے بغیر سب کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

نیک سیرت لوہار سمجھ گیا کہ اب میرا معاملہ صرف اللہ جل شانہ کی بارگاہ سے ہی حل ہوسکتا ہے اور میرا مقصد اسی کے کرم سے حاصل ہوسکتا ہے۔لہٰذا اس نے وضو کیا اور قید خانہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ ہر دو رکعت کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رقت انگیز دعائیں اور دل سوز مناجات شروع کر دیتا اور کہتا:''اے میرے مالک! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں۔'' جب رات ہوئی تو عبداللہ طاہر نے خواب دیکھا کہ چار بہادر اور طاقتور لوگ آئے۔تختی سے اس کے تخت کے چاروں پایوں کو پکڑ کر اٹھایا اور الٹنے لگے۔اتنے میں اس کی نیند ٹوٹ گئی۔اس نے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا۔پھر وضو کیا اور اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں دو رکعت نماز ادا کی،جس کی طرف ہر شاہ وگدا اپنی پریشانیوں کے وقت رجوع کرتے ہیں۔اس کے بعد دوبارہ سویا تو پھر وہی خواب دیکھا۔اس طرح چار مرتبہ ہوا۔ ہر بار وہ یہی دیکھتا تھا کہ چاروں نوجوان اس کے تخت کے پایوں کو پکڑ کر اٹھاتے ہیں اور الٹنا چاہتے ہیں۔امیر خراسان عبداللہ طاہر اس واقعہ سے گھبرا گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ ضرور اس میں کسی مظلوم کی آہ کا اثر ہے۔جیسا کہ کسی صاحب علم ودانش نے کہا ہے:

نکند صد ہزار تیر و تبر آنچہ یک پیرہ زن کند بہ سحر

ای بسا نیزۂ عدد شکناں ریزہ گشت از دعاے پیر زناں

یعنی لاکھوں تیر اور بھالے وہ کام نہیں کر سکتے جو کام ایک بڑھیا صبح کے وقت کر دیتی ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ دشمنوں سے مردانہ وار مقابلہ کرنے اور انہیں شکست دینے والے، بوڑھی عورتوں کی بد دعا سے تباہ و برباد ہو گئے۔

امیر خراسان نے رات ہی میں جیلر کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ بتاؤ! تمہارے علم میں کوئی مظلوم شخص جیل میں بند تو نہیں کر دیا گیا ہے؟ جیلر نے عرض کیا۔ عالی جاہ! میں یہ تو نہیں جانتا کہ مظلوم کون ہے۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں جو جیل میں نماز پڑھتا ہے اور رقت انگیز و دل سوز دعائیں کرتا ہے۔

امیر خراساں نے حکم دیا کہ اسے فوراً حاضر کیا جائے۔ جب وہ شخص (لوہار) امیر کے سامنے حاضر ہوا تو امیر نے اس کے معاملہ کی تحقیق کی۔ معلوم ہوا کہ یہ بے قصور ہے۔ امیر نے اس لوہار سے معذرت کی اور کہا: آپ میرے ساتھ تین کام کیجیے:

۱...... آپ مجھے معاف کر دیں۔

۲...... میری طرف سے ایک ہزار درہم قبول فرمائیں۔

۳...... جب بھی آپ کو کسی قسم کی پریشانی درپیش ہو تو میرے پاس تشریف لائیں۔ تاکہ میں آپ کی مدد کر سکوں۔

نیک سیرت لوہار نے کہا: آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میں آپ کو معاف کر دوں تو میں نے آپ کو معاف کر دیا۔ آپ نے جو یہ فرمایا کہ ایک ہزار درہم قبول کر لوں تو وہ بھی میں نے قبول کئے۔ لیکن آپ نے جو یہ کہا ہے کہ جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہو تو میں آپ کے پاس آؤں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

امیر نے پوچھا: یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ تو اس لوہار نے جواب دیا کہ وہ خالق و مالک جل جلالہ جو مجھ جیسے فقیر کے لئے آپ جیسے بادشاہ کا تخت ایک رات میں چار مرتبہ اوندھا کر سکتا ہے۔ تو اس کو چھوڑ دینا اور اپنی ضرورت کسی دوسرے کے پاس لے جانا اصول بندگی کے خلاف ہے۔

میرا وہ کون سا کام ہے جو نماز پڑھنے سے پورا نہیں ہو جاتا کہ میں اسے غیر کے پاس لے جاؤں۔ یعنی جب میرے سارے کام نماز کی برکت سے پورے ہو جاتے ہیں تو مجھے اپنے کسی بھی کام کے لئے کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ (ریاض الناصحین)

محی الدین ابن عربیؒ کے نظریہ پر جاوید احمد غامدی کے بیان کا جائزہ

مولانا محمد بلال

حال ہی میں ایک معروف میڈیا اسکالر جناب جاوید احمد غامدی نے جناب محی الدین ابن عربیؒ مشہور کتاب فتوحات مکیہ کی آڑ لے کر ایک حوالہ قطع و برید کے ساتھ پیش کیا اور عقیدہ ختم نبوت پر نقب زنی کرنے کی کوشش کی۔ اس کے جواب میں جناب ڈاکٹر محمد الیاس فیصل نے فتوحات مکیہ کا مکمل حوالہ اور علامہ ابن عربیؒ کا عقیدہ ختم نبوت پر نظریہ پیش کیا۔ ذیل میں پہلے جاوید احمد غامدی اور ازاں بعد جناب ڈاکٹر محمد الیاس فیصل دونوں کے بیانات بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

جناب جاوید احمد غامدی: محی الدین ابن عربی وہ ہیں، جن کو ہمارے پرانے حلقوں میں شیخ اکبر کہا جاتا ہے، سب سے بڑا شیخ۔ بڑے غیر معمولی اثرات ہیں ان کے۔ ان کی کتابیں ہمارے ہاں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ پڑھی جاتیں ہیں، پڑھائی جاتی ہیں اور ان کی شروحات لکھی گئیں ہیں۔ محی الدین ابن عربی کا یہ نظریہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ختم نبوت کا یہ معنی نہیں: کہ نبوت کا مقام اور اس کے کمالات ختم ہو گئے ہیں۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ جو نبی بھی ہوگا وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

یہ ابن عربی کا نقطہ نظر ہے۔ انہوں نے اس کو خود بیان کیا ہے۔ یہ کوئی استنباط نہیں، جہاں بیان کیا ہے، اس کو آپ میری کتاب برہان میں دیکھ سکتے ہیں۔ میں اگر وہ چیزیں پیش کرتا، تو بات لمبی ہو جاتی۔ دیکھ لیجئے اس کو، موجود ہے میری کتاب۔ ابن عربی کا یہ نظریہ وہ قرآن کی آیت سے ہی استدلال کر رہے ہیں۔ یعنی نئی نبوت کو ماننے سے انکار کرنے کی بنیاد کیا ہے؟ وہی آیت جو سورہ احزاب میں ہے ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں۔ تو خاتم النّبیین کا مطلب ہم کیا سمجھتے ہیں؟ کہ نبوت اپنے ہر مفہوم میں ختم ہو گئی ہے۔ یعنی رسالت مآب ﷺ نے اب مہر کر دی، وہ نبیوں کی مہر ہیں، یہی مانتے ہیں نا؟

تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا مطلب یہ نہیں ہے، غلط سمجھا ہے آپ لوگوں نے۔ یہ بزرگ جو ہیں، بہت بڑے آدمی ہیں، مسلمانوں کے ہاں شیخ اکبر کہا، مانا جاتا ہے۔ ان کے ہاں ختم نبوت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ نبوت کا مقام اور اس کے کمالات ختم ہو گئے ہیں، بلکہ صرف یہ ہے کہ اب جو نبی بھی ہوگا وہ محمد رسول

اللہ ﷺ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔ یعنی نبوت آسکتی ہے، نبوت کا مقام بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ نبوت کے کمالات بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ بس یہ ہے کہ اب وہ شخص محمد رسول اللہ ﷺ کو مانے گا۔ اس میں کوئی ترمیم، اضافہ، کمی، بیشی نہیں کرسکتا، نبی آجائے گا۔

جناب ڈاکٹر محمد الیاس فیصل: نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم، احادیث شریفہ اور اجماع امت کے حوالے سے ایک طے شدہ عقیدہ ہے۔ گزشتہ دنوں میں ہمارے ایک میڈیا اسکالر نے اس عقیدہ کے حوالے سے مشہور صوفی جناب محی الدین ابن عربیؒ کی عبارت کی روشنی میں لوگوں کے سامنے کنفیوژن (شکوک وشبہات) پھیلانے کی کوشش کی۔ ہم آپ کے سامنے جناب ابن عربی کی وہ مکمل عبارت پیش کریں گے۔ اس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کریں گے اور اسی عبارت کا منظر اور پیش منظر عرض کریں گے۔ ابن عربیؒ کی کتاب ''الفتوحات المکیہ'' (ج۳،ص۶) کے حوالے سے ہم آپ کے سامنے حرف بحرف پیش کرتے ہیں:

''فان النّبوة النّبی قطعت بوجود رسول اللہ ﷺ. انما ھی نبوة التشریع لا مقامھا '' ﴿نبی کریم ﷺ کی وجہ سے جس نبوت کا خاتمہ ہوا ہے، یہ تشریع والی نبوت ہے، مقام نبوت نہیں۔﴾ ''فلا شرع یکون ناسخاً للشرعه ﷺ. ولا یزید فی حکمه شرعاً آخر. '' ﴿کوئی شریعت نبی اکرم ﷺ کی شریعت کے لئے ناسخ نہیں ہوسکتی اور اس حکم میں اس قانون میں کسی اور حکم اور قانون کا اضافہ بھی نہیں کرسکتی۔﴾ ''وھذا معنی قوله ﷺ ان الرسالة والنّبوة قدانقطعت. فلا رسول بعدی ولا نبی '' ﴿اور یہ ہے نبی اکرم ﷺ کے اس قول کا معنی، کہ رسالت اور نبوت ختم ہوچکی ہیں۔ میرے بعد کوئی رسول نہیں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ ''ای لا نبیّ بعدی یکون علٰی شرع یخالف شرعی '' ﴿کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا، جو ایسی شریعت پر ہو، جس کی شریعت میری شریعت کے مخالف ہوسکتی ہے۔﴾ ''بل اذا کان یکون تمت حکم شریعتی. ولا رسولٌ ای لا رسول بعدی الی احد من خلق اللہ بشرعی یدعوھم الیه وھو الذی انقطع '' ﴿اگر وہ ہوگا تو میری ہی شریعت کے تابع ہوگا۔ کوئی ایسا رسول نہیں ہوگا، اللہ کی مخلوق میں سے جو ایسی شریعت لے کر آئے، جس کی طرف وہ لوگوں کو بلاتا ہو۔ یہ وہ چیز ہے جو ختم ہوگئی۔﴾ ''وسد بابهٗ '' ﴿اور اس کا دروازہ بند کردیا گیا۔﴾

یعنی نئی شریعت اور نئی نبوت کے نظام کا خاتمہ کردیا گیا۔ ''لا مقام النبوة ''نبوت کے مقام کا خاتمہ نہیں ہوا۔

آگے فرماتے ہیں کہ یہ جو میں نے کہا ہے کہ مقام نبوت باقی ہے، یہ اس لئے کہ: ''فانه لا خلاف

ان عیسیٰؑ نبی ورسولٌ وانہ لا خلاف انہ رسول فی آخر الزمان حکما مقسطاً عدلاً بشرعنا لابشرع آخر. ولا بشرعہ الذی تعبد اللہ بہ بنی اسرائیل ‘‘ ﴿اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عیسیٰ نبی نہیں ہیں اور اللہ کے رسول ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے، عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے، ہماری ہی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ کسی اور شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اس شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے، جس شریعت کے مطابق وہ بنی اسرائیل میں عبادت کیا کرتے تھے۔﴾

تو یہ ساری کی ساری بات جو ابن عربیؒ نے کی یہ تمہید تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے لئے اور اس غلط فہمی کے ازالے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول وہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ نبی اور رسول کی حیثیت سے تشریف نہیں لائیں گے، کوئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے، بلکہ آپ ہی کی شریعت کے پیروبن کر آئیں گے۔ اس واضح حقیقت کے بعد اب ہم آپ کو دور حاضر کے ایک میڈیا سکالر کا ایک کلپ سنواتے ہیں، جس میں انہوں نے ختم نبوت کے اس واضح، حتمی اور اجماعی عقیدے کو مشکوک بنانے کی بھرپور اور سرتوڑ کوشش کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

جناب جاوید احمد غامدی: ’’ایک بہت جلیل القدر ہستی شیخ اکبر جن کو کہتے ہیں۔ علامہ ابن عربیؒ سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے صوفی سمجھے جاتے ہیں، سب کے سب ان کے سامنے جھکتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، یہ ان کی کتاب فتوحات مکیہ بڑی کتابوں میں سے ایک ہے، اس میں انہوں نے بیان کیا ہے: ’’فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ ﷺ انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا ‘‘ چنانچہ جو نبوت نبی کریم ﷺ پر ختم ہوئی وہ محض تشریعی نبوت ہے، یعنی شریعت لانے والے نبی کی نبوت۔ مرزا اس سے مختلف کیا کہتے ہیں؟ یہی تو کہتے ہیں۔ چنانچہ جو نبوت نبی کریم ﷺ پر ختم ہوئی، وہ محض تشریعی نبوت ہے۔ نبوت کا مقام ابھی باقی ہے۔

’’فلا شرع یکون ناسخاً لشرعہ ‘‘ کہتے ہیں کہ نبوت کے ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب کوئی نئی شریعت آکر نبی کریم ﷺ کی شریعت کو نہ منسوخ کرے گی۔ ’’ولا یزید فی حکمہ شرعاً آخر ‘‘ اور نہ آپ کے قانون میں کسی نئے قانون کا اضافہ کرے گی۔ یعنی وہ کہتے ہیں، نبوت ختم ہونے کی جو آیت ہے، قران میں یا حدیث میں ذکر آیا ہے۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اب نئی شریعت نہیں آئے گی، مقام نبوت باقی ہے۔ ’’وھذا معنی قولہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ‘‘ ایک حدیث کو انہوں نے لگایا کہ یہ مطلب ہے اس حدیث کا، جس میں حضور ﷺ نے یہ

فرمایا کہ نبوت اور رسالت دونوں ختم ہوگئی ہیں، میرے بعد اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ یہ انہوں نے نقل کر دی کہ یہ مطلب ہے، اس حدیث کا۔ مزید اس کو واضح کیا ''ای لا نبی بعدی یکون علیٰ شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی '' یعنی حضور ﷺ کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا، جس کی شریعت میری شریعت کے خلاف ہو، بلکہ جب وہ ہوگا، میری ہی شریعت کا پیرو ہوگا۔ بعینہ یہی بات مرزا غلام احمد قادیانی کرتا ہے، کوئی اس معاملے میں ادنی درجہ کا بھی اگلا قدم نہیں رکھا، یہی بات کی ہے۔''

جناب ڈاکٹر محمد الیاس فیصل: جب آپ کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ جناب ابن عربی نے یہ عبارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تمہید کے طور پر پیش کی تھی، جس میں سے آدھی عبارت کو اس میڈیا سکالر نے آپ کے سامنے پیش کر کے غلام قادیانی کے مبیح کو پھیلانے کی کوشش کی اور غلام قادیانی کا دفاع کرنے کی کوشش کی۔ اس میڈیا اسکالر نے قدم قدم پر ابن عربیؒ کے ان الفاظ سے غلام قادیانی کے لئے دفاع کیا اور گنجائش نکالنے کی بھرپور کوشش کی۔

یہاں ایک بڑا سادہ سا سوال ہے، کہ یہ میڈیا سکالر غلام قادیانی کا دفاع کر کے معاشرے سے کیا چاہتے ہیں۔ کیا آپ قادیانی کا فروغ چاہتے ہیں۔ اس میڈیا سکالر پر ایک بہت بڑا طبقہ اعتماد کرتا ہے۔ ان کے سامنے ایک واضح مبیح چلا گیا کہ موصوف میڈیا سکالر کی تحقیقات میں اتنا علمی وزن ہوتا ہے، اتنی تلبیس ہوتی ہے، اتنی علمی خیانیت ہوتی ہے۔ یہ بات واضح ہو کر میرے اور آپ کے سامنے آ گئی۔ اس صورت حال سے موصوف میڈیا سکالر کی تمام تحقیقات کو مشکوک اور ناقابل اعتماد بنا دیا ہے۔

تابعینؒ کی دعوت ایمانی

یہ خطرہ جس کا زبان نبوت نے اظہار کیا تھا، جلد پیش آ گیا۔ لیکن اس خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ کے کچھ مخلص اور سرفروش بندے میدان میں آئے جنہوں نے اپنی قوت ایمانی، سوز درون، صحبت و تربیت، وعظ و نصیحت اور دعوت و تلقین سے لاکھوں آدمیوں کو مادیت کے اس طوفان میں تنکے کی طرح بہنے سے بچایا اور خود اس سیلاب کی رفتار کو سست کر دیا۔ انہوں نے امت کے ایمانی اور روحانی تسلسل کو قائم رکھا جو اس کے نسلی وسیاسی تسلسل سے زیادہ ضروری تھا اور اس کی زندگی میں وہ خلا نہیں آنے دیا جس میں وہ محض ایک بے سیرت، بے روح اور بے یقین قوم بن کر رہ جائے۔ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فضلاء تابعین کی ایک سربرآوردہ جماعت تھی، جن میں سعید بن جبیر، محمد بن سیرین اور شعبی خاص طور سے ممتاز تھے۔ (دعوت وعزیمت ج۱ص۷۱)

۹؍اکتوبر کا ڈھلتا سورج

قاری فاروق احمد تونسوی

سولہ سال قبل ۹؍اکتوبر ۲۰۰۴ء کا ڈھلتا سورج ہمارے لئے غم والم کا وہ ڈھلتا سورج تھا جو شام کو ڈوبتے ڈوبتے اپنے ساتھ ہمارے والد محترم کو بھی لے گیا۔ جیسے کسی نے خوب کہا:

نہیں فرق آب وگل میں مگر اپنی اپنی قسمت　　　کوئی پھول بن کے مہکا کوئی خار بن گیا ہے
نہ وہ رت جوانیوں کی نہ وہ رنگ بزم یاراں　　　وہ بہار لٹ چکی ہے وہ چمن اجڑ گیا ہے

والد محترم حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ پر کئی دفعہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اندیشے اور وسوسے مجھے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں کہ والد محترم کے کس کس پہلو کا احاطہ کروں، کہاں سے ابتداء کروں اور کہاں پہ اختتام کروں، میری اپنی کوتاہیوں کی سیاہ چادر میرے الفاظ کو ڈھانپ لیتی ہیں، میں دہل جاتا ہوں اور کچھ نہیں سوچ پاتا، میں ہاتھ کاغذ کی جانب کرتا ہوں تو صدمے کے آنسوں میری نظر کو دھندلا کر دیتے ہیں، اور اس خوف سے کچھ لکھ نہیں پاتا کہ کہیں میرے الفاظ لغزش نہ کھا جائیں اور میرا انداز، احترام وعقیدت کا وہ پاس نہ کر پائے جس کے آپ حقدار ہیں، اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائیں۔

قارئین کرام! ۹؍اکتوبر کی شام اپنے گاؤں میں حسب معمول عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد گھر کی دہلیز پر قدم رکھا تو پتہ چلا کہ مسجد کے دروازے پر کوئی گاڑی آ کر رکی ہے۔ گھر والوں نے پوچھا کہ اس وقت گاڑی میں کون آیا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی پتہ کرتا ہوں۔ مسجد ہمارے گھر سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ وہاں پہنچ کر ایک بزرگ سے پوچھا کہ اس وقت گاڑی میں کون آیا۔ انہوں نے کہا کہ پتہ نہیں کوئی صاحب تھے انہوں نے آپ کے چچا مولانا شبیر احمد صاحب سے کوئی بات کہی اور پھر جلدی سے چلے گئے۔ میں نے پوچھا کہ کوئی بات ان کی آپ کو سمجھ آئی؟ اس بزرگ نے کہا صرف اتنی آواز میرے کانوں میں پڑی کہ کوئی فائرنگ ہوئی ہے۔ اس وقت ہمارے گاؤں میں فون کی سہولت نہیں تھی اور نہ ہی موبائل اتنا عام تھا۔ بس جلدی سے ریڈیو آن کیا تو بی بی سی اردو کی خبروں میں یہ بتایا جارہا تھا کہ کراچی میں ایک فائرنگ کے نتیجے میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کر دیئے گئے۔ بس ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ساتھ بیٹھے لوگوں نے حوصلہ دیا۔ اس وقت بات سمجھ آئی کہ جب باپ کا سایہ سر سے اٹھ جائے تو چاروں طرف سے طوفانی حالات واقعات انسان کو مردہ

جان کردیتے ہیں۔کسی نے کیا خوب جملہ کہا:

یتیمی ساتھ لاتی ہے زمانے بھر کے دکھ عابی　　　سنا ہے باپ زندہ ہوتو کانٹے بھی نہیں چبھتے

اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کی شہادت کو قبول فرمائیں اور شہدائے ختم نبوت کی صفوں میں ہنستا مسکراتا رکھیں۔آمین!

میرے دادا جی ایک غریب خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ایک دین دار اور سادہ شخصیت کے مالک تھے۔انہوں نے اپنی دوسری اولاوں کی طرح میرے والد محترم کو بھی علوم نبوت کے لئے وقف کیا۔ دینی ماحول مہیا کیا۔مگر میرے والد محترم نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے جلد ہی وہ مقام حاصل کیا جو دوسرے بھائی نہ کرسکے۔میرے والد محترم نے دارلعلوم فیصل آباد سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔دوران تعلیم مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کے ہاں جمعہ کا معمول بنا رکھا تھا۔حضرت کی بے حد محبت وشفقت اوران کے مجاہدانہ ختم نبوت کے بیانات سن کر دل میں ناموس رسالت اور ختم نبوت کے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔فراغت کے بعد حضرت کی ہدایت پر مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی۔شروع میں تقریباً کوئی سولہ سال کوئٹہ میں مبلغ رہے۔پورے بلوچستان میں ختم نبوت کا علم بلند کیا۔کئی فتنوں سے ٹکرائے جن میں مرزائی، ذکری اور بہائی فتنے قابل ذکر ہیں۔پھر مرکزی اکابرین ختم نبوت کی ہدایت پر کوئٹہ سے کراچی آ گئے۔کراچی میں بھی دن رات ان تھک محنت کی۔چپے چپے پر ختم نبوت کا پرچار کیا، جگہ جگہ پر بیانات، دروس، مناظرے اور جماعتی احباب کو ختم نبوت کے عقیدہ سے آگاہ کرنا۔الغرض ہر طرح سے محنت کی کہ مرزائیوں کی مکروفریب سے کسی مسلمان کا ایمان خطرے میں نہ پڑ جائے۔

ایک مناظرہ جو قابل ذکر ہے کہ جن دنوں وہ کوئٹہ میں تھے۔ان دنوں ایک مرتبہ کراچی گئے اور فرمایا کہ کوئٹہ میں ہمارے کچھ دوست ہیں جن کے کچھ رشتے دار قادیانی ہیں۔ہمارے دوست اپنے قادیانی رشتے داروں سے نہیں ملتے اوران رشتے داروں سے کہتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ ٹھیک نہیں۔اس سلسلہ میں جانبین کی طرف سے یہ طے پایا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے بڑوں کو بٹھا کر ایک مناظرہ کیا جائے۔تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔قادیانیوں نے میگزین لائن کراچی میں واقع قادیانی عبادت گاہ سے محمود نامی قادیانی مربی کو بلایا ہوا تھا۔تقریباً تین گھنٹے مناظرہ ہوا۔قادیانی مربی کسی ایک بات کا بھی جواب نہیں دے سکا۔آخر بہانہ کر کے وہاں سے بھاگ گیا۔کچھ عرصہ بعد والد محترم کراچی آ گئے۔اتفاق سے ایک دفعہ پھر کراچی ڈیفنس سوسائٹی کے ایک گھر میں مناظرہ طے پایا۔حضرت مولانا اکرم طوفانی صاحب ختم نبوت کانفرس برمنگھم میں شرکت کی غرض سے کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔چنانچہ اس مناظرہ میں شرکت کے

لئے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور بھائی رانا محمد انور صاحب کو ساتھ لیا اور چند قادیانی کتابیں اٹھائیں اور چل دیئے۔ قادیانیوں کے گھر پہنچے تو صاحب خانہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ فون کر کے محمود مربی کو بلاؤ۔ اس پر حضرت نے کہا وہ نہیں آئے گا۔ یہ سن کر صاحب خانہ نے کہا: واہ مولانا! آپ تو غیب کا علم بھی جانتے ہیں۔ اس مولانا نے کہا کہ یہ غیب کا علم نہیں بلکہ مشاہدے کی بات کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ مربی اب دوبارہ ہمارے سامنے آنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ چنانچہ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جب صاحب خانہ کے بیٹے نے قادیانی مربی سے کہا کہ ختم نبوت سے مولانا نذیر احمد تونسوی اور مولانا محمد اکرم طوفانی تشریف لائے ہیں۔ آپ بھی آجائیں تو اس پر قادیانی مربی نے کہا میرے پاس کچھ مہمان ہیں۔ میں نہیں آسکتا۔ الحمدللہ! اللہ نے وہاں بھی کامیابی سے نوازا۔ بس اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ:

بس کر میاں محمد بخشا، موڑ قلم داگھوڑا　　ساری عمر دکھ نئیں مکدے، ورقہ رہ گیا تھوڑا

تفسیر قرآن میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام

ابوعمر کہتے ہیں کہ مجھے ابوطفیل نے بتایا کہ میں نے حضرت علیؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرمارہے تھے: ''سَلُوْنِی عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَامِنْ آیَۃٍ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ اَبِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ نَھَارٍ اَمْ فِیْ سَھْلٍ اَمْ فِیْ جَبَلٍ '' یعنی مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں جو پوچھنا چاہو پوچھ لو، اللہ کی قسم کوئی آیت ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ دن میں نازل ہوئی یا رات میں، نرم زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

حضرت سعید بن مسیبؒ فرمایا کرتے کہ مدینہ میں سیدنا علیؓ کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ: ''جو مجھ سے پوچھنا ہو پوچھ لو۔'' یہ مقام علو فقط سیدنا علی کو حاصل تھا۔ علم حدیث میں بھی آپ بے مثل تھے۔ خلفاء راشدین میں سب سے زیادہ احادیث اور فقہی مسائل آپ سے مروی ہیں۔ امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) نے لکھا ہے کہ آپ نے ۸۱۹/احادیث روایت کی ہیں۔ امام مزّی (م ۷۴۲ھ) نے لکھا ہے کہ صحاح ستہ میں آپ سے مروی احادیث کی تعداد ۳۲۲ ہے۔ جن میں بیس احادیث ایسی ہیں جنہیں سب محدثین نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فقہی مسائل، عائد واحکام اور بطور قاضی جتنے فیصلے اور فتوے دیئے، اسلامی علوم کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے: ''علی ہم میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔ میں ایسے مقدمہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں جس کا فیصلہ علی نے نہ کیا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔'' قرآنی آیات کی وضاحت میں جو احادیث حضرت علیؓ سے مروی ہیں۔ ان میں سے ۵۸۶/احادیث کو بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ (ریحانۃ النبی ﷺ ص ۹۰،۹۱)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور تحقیق مسئلہ ختم نبوت

مولانا طاہر بن احمد قاسمی

بے غیرت قادیانیوں کا افتراء اور اس کی تردید

قادیانی عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے اپنی تائید میں حضرت مولاناؒ کی بعض تصنیفات سے قطع وبرید کر کے شیطانی طریقے سے غلط مطلب لیتے ہیں، اکثر جلسوں میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا، ختم نبوت کے قائل نہیں۔ اس میں میں حضرتؒ کی تصنیف ''قاسم العلوم'' مکتوب اول مطبوعہ مجتبائی ۱۲۹۲ھ (ص۳) سے یہ عبارت معہ ترجمہ پیش کرتا ہوں:

''اگر از من پرسی (در بارۂ آیت ما کان محمد الخ) معنیش ایں ست کہ نبوت دیگراں مستفاد از حضرت محمدی ست ﷺ ونبوت آنحضرت ﷺ در عالم اسباب مستفاد از نبوت دیگراں نیست پس چنانکہ نور قمر از آفتاب ست ونور آفتاب از نور دگر نیست بلکہ قصہ استفادہ اختتام یافت ہم چنیں نبوت دیگراں ونبوت نبی آخر الزمان را باید شناخت ﷺ وچوں ایں چنیں باشد آمدن نبی دیگر بعد آں سرور عالم ﷺ خود ممنوع بود بعد طلوع آفتاب تا غروب نور شفق چنانکہ حاجت نور کواکب ونور قمر نیفتد ہم چنیں بعد طلوع ایں آفتاب نبوت تا بقاء نور کلام اللہ کہ از فیوض اوست ومشابہ نور شفق ست حاجت نور نبوت دگراں نباشد ومیدانے کہ بعد ارتفاع کلام ربانی ازیں جہان فانی آمدن قیامت تقدیر یافتہ انتہیٰ'' ترجمہ: اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو یہ معنی ہیں کہ تمام انبیاء کی نبوت عالم اسباب میں کسی نبی کی نبوت سے مستفاد ہے اور آفتاب کو نور کسی دوسرے ستارے کا دیا ہوا نہیں بلکہ خود اپنا ہے اور استفادکا قصہ اس پر ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور نبی آخر الزمان ﷺ کی نبوت کو بھی پہچان لینا چاہئے اور جبکہ حقیقت یوں ہوئی تو آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا خود ممنوع ہو گیا۔ طلوع آفتاب کے بعد غروب شفق تک جس طرح کہ (آفتاب کو) ستاروں اور چاند کے نور کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح اس آفتاب نبوت کے طلوع کے بعد تا بقائے نور کلام اللہ کہ وہ اسی آفتاب کے فیوض میں سے ہے اور آپ کے بعد نور شفق کے مشابہ ہے، دوسروں کی نبوت کے انوار کی کوئی حاجت نہیں اور تم جانتے ہی ہو کہ کلام اللہ کے اٹھ جانے کے بعد اس عالم فانی کے لئے قیامت مقدر ہو چکی ہے۔ انتہیٰ!

یہ ہے تحذیر الناس کی مزید تشریح اور یہ ہے اثبات ختم نبوت، اگر قادیانیوں کے نزدیک اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ معاذ اللہ نبی آخر الزمان وخاتم النبیین نہیں اور آپ کے بعد کسی اور نبی کے آنے میں کوئی حرج نہیں تو پھر ان کو یہ بھی کہہ دینا چاہئے کہ ہمارے نزدیک دن کو رات کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ مسلمانو! یہ ہیں پنجابی نبی کی نبوت کے برکات وخصائص اور یہ ہے ان کے مریدان کی صداقت۔

(راقم نائب مدیر القاسم دیوبند ۲۲ صفر ۱۳۴۴ھ)

دیباچہ ...... محاسبہ قادیانیت ج۹

حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی اور تردید فتنہ قادیانیت

پیدائش ۱۹؍مارچ ۱۸۴۰ء۔وفات ۲۹؍جنوری ۱۹۲۰ء

محاسبہ قادیانیت کی جلد آٹھ جون ۲۰۱۷ء میں شائع ہوئی۔آج ستمبر ۲۰۲۰ء گزر رہا ہے۔مکمل تین سال تک محاسبہ قادیانیت کی کوئی جلد شائع نہ ہوسکی۔اس دوران میں دوسری کئی کتابیں شائع ہوئیں۔مگر محاسبہ قادیانیت پران مصروفیات کے باعث کام نہ ہوسکا۔تھوڑی فرصت ملنے پراب اس پر کام شروع ہوا۔تو حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی نے ردقادیانیت پر جتنا تحریری کام کیا ہم ایک ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ (مولانا اللہ وسایا)

مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب بٹالہ میں جناب رحیم بخش بن ذوق محمد صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ اپنے علاقہ کے علماء کرام سے کسب فیض کیا۔دہلی،لکھنؤ،علی گڑھ کی متعدد درسگاہوں میں پڑھتے رہے۔مفتی صدرالدین آزردہ،مولانا نورالحسن کاندھلوی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی سے آپ نے حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔فراغت کے بعد درس وتدریس،تصنیف وتالیف،وعظ وتبلیغ کی طرف متوجہ رہے۔

آپ نے اپریل ۱۸۷۸ء میں اشاعۃ السنۃ کا اجراء کیا۔پہلا پرچہ ۱۳؍اپریل کو شائع کیا۔اس زمانہ میں آپ لاہور میں رہتے تھے۔اس لئے اس کے ٹائٹل پر مولوی ابوسعید محمد حسین لاہوری درج ہے۔آپ نے تیس سال میں تیئس جلدیں شائع کیں۔پہلے چند شمارے ہفتہ وار شائع ہوئے،پھر رسالہ ماہوار کردیا۔ مولانا محمد حسین صاحب لاہور میں چینیانوالی مسجد کے خطیب بھی رہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی کے ساتھ ایک استاذ کے پاس پڑھتے بھی رہے۔شناسائی تھی،مرزاغلام احمد قادیانی کا ان کے ہاں لاہور میں آنا جانا تھا۔مرزانے براہین احمدیہ کے ابتدائی چار حصے شائع کئے،تو مولانا محمد حسین صاحب نے اشاعۃ السنۃ میں اس پر بھرپور تبصرہ لکھا۔مرزاقادیانی کا بھرپور دفاع کیا،پورازور لگاکر اس کے الہامات کو سند جواز بخشی۔ملعون قادیان کی امت اس زمانہ کے اس تبصرہ سے آج بھی استدلال پکڑتی ہے۔مگر یہ قادیانیوں کے الدّ الخصام ہونے کی دلیل ہے۔

مرزا قادیانی نے فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام لکھے تو ان رسائل کے بعد مولانا محمد حسین کی مرزا قادیانی کے متعلق رائے بدلنے لگی۔ پیغام رسانی، مراسلت سے گزر کر بات کفر وایمان پر پہنچی۔ مولانا محمد حسین بٹالوی، ملعون قادیان کو جتنا سمجھانے کی کوشش کرتے وہ دجل وتلبیس کی راہ پر ایسے سرپٹ دوڑ رہا تھا کہ پیچھے پر ہاتھ دھرنا تو درکنار لگام دینا مشکل ہوگیا۔ بالآخر مولانا نے مرزا قادیانی کے رسائل وکتب سے اس کی کفریہ عبارات پر مشتمل استفتاء مرتب کیا۔ اور ہندوستان بھر میں پھر کر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے مرزا کے ان عقائد باطلہ پر فتویٰ کفر حاصل کیا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے ’’بوستان حدیث‘‘ نامی اپنی کتاب میں اس کے متعلق تحریر کیا کہ:

’’مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف فتاویٰ تکفیر:

مولانا بٹالوی مرحوم ومغفور کا ایک عظیم الشان کارنامہ مرزا غلام احمد قادیانی پر فتویٰ تکفیر ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے رسالے ’’فتح اسلام‘‘ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلمانوں میں ایک شور بپا ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی ایک اور کتاب ’’توضیح مرام‘‘ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے خلاف مزید اشتعال کی کیفیت پیدا ہوئی۔ پھر اس کا ایک اور رسالہ ’’ازالہ اوہام‘‘ لوگوں کے سامنے آیا تو سلسلۂ مخالفت بہت بڑھ گیا۔ یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے بے حد تشویش ناک تھی، جسے کوئی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ مولانا بٹالوی کا مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرہ ہوا، لیکن مرزا صاحب درمیان ہی میں بھاگ گئے۔ اب مولانا نے ایک استفتا ترتیب دیا۔ مولانا (بٹالوی) رقم فرماتے ہیں:

’’اس استفتاء کا جواب بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، شیخنا وشیخ الکل حضرت سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا اور پھر ایک خاص سفر از دہلی تا بتقریب کلکتہ وبھوپال وغیرہ اختیار کر کے اکثر مشہور بلاد ہندوستان کے علماء وفضلاء مختلف مذاہب کا توافق رائے حاصل کیا۔ پھر لاہور پہنچ کر اس استفتاء اور اس کے جواب کو رسالے کی صورت میں چھپوا کر دور دراز مقامات ہندوستان وپنجاب میں جہاں خاکسار خود نہیں پہنچا تھا، متداول کیا اور اس پر ان مقامات کے سکناء کی شہادات وتائیدات کو مرتب کرایا۔ فتویٰ پر مکمل اتفاق علمائے ہندوستان وپنجاب کا ہو چکا تھا۔ مگر اس کی اشاعت عام میں اس وجہ سے توقف والتواء ہوا کہ اگر قادیانی کو ان باتوں کی نسبت جن کو علمائے وقت نے کفر وضلالت قادیانی پر دلیل ٹھہرایا ہے، کچھ عذر ہو تو اس کو مجمع علماء میں پیش کرے اور ان میں وہ مباحثہ کرنا چاہتا ہے تو کرے اور اس معاملۂ تکفیر وتضلیل کو جو باتفاق علماء اس کے لئے تیار کیا گیا ہے، کسی حیلے سے ٹلا سکتا ہے تو ٹلا دے۔ یعنی ان باتوں کا اپنی تصانیف میں پایا نہ جانا یا اگرچہ وہ ان میں موجود ہیں تو ان کا موجب کفر

وضلالت نہ ہونا ثابت کردے۔ آخری دفعہ اس امر کی طرف اس کو ’’جواب فیصلہ آسمانی‘‘ میں بلایا گیا اور اس جواب کو چھاپ کر اس کے پاس بھیجا گیا اور انتظار مدت جواب تک اشاعت فتویٰ ملتوی کیا گیا۔ مگر پھر اس نے اس طرف رخ نہ کیا اور مباحثے کا نام لینا بھی چھوڑ دیا۔ لہٰذا اس فتویٰ کا اب عام اہل اسلام میں مشتہر کرنا ضروری سمجھا گیا۔‘‘ (علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ (از مولانا محمد حسین بٹالوی) ص۹،۱۰)

مباحثہ سے گریز:

مولانا بٹالوی کے نزدیک مرزا غلام احمد کی کتاب ’’آسمانی فیصلہ‘‘ دراصل ’’شیطانی فیصلہ‘‘ ہے۔ اس نے مولانا سے مباحثہ کرنے اور ان کے سامنے آنے سے ہمیشہ گریز کیا۔ وہ لاہور پہنچا تو مولانا اس کے تعاقب میں لاہور آئے۔ سیالکوٹ گیا تو مولانا نے سیالکوٹ کا رخ کیا۔ مولانا نے ہر مقام پر اس کا پیچھا کیا اور ہر جگہ اسے مناظرے اور مباحثے کی دعوت دی۔ لیکن وہ میدان میں نہیں آیا، بلکہ بقول مولانا ممدوح ’’جہاں خاکسار پہنچا وہاں سے فوراً بھاگا۔‘‘

بہت بڑا جہاد:

ہر وہ کوشش جو اسلام کی برتری کے لئے کی جائے جہاد ہے۔ وہ مالی ایثار ہو، جان کی قربانی ہو، اسلام کی تبلیغ کے لئے بھاگ دوڑ ہو یا احکام دین کی حفاظت کے لئے جدوجہد ہو، حالات کے مطابق یہ جہاد ہے۔ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت بہت بڑا فتنہ تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ مرتب کر کے اپنے خرچ پر پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور دوسو کے قریب علماء سے خود ملاقات کر کے اس پر دستخط ثبت کرائے اور مہریں لگوائیں۔ جن حضرات کے پاس کسی وجہ سے خود نہیں پہنچ سکے وہاں اپنے آدمی بھیج کر دستخط کروائے۔ اس زمانہ میں یہ بہت بڑا جہاد تھا جو انہوں نے مالی، علمی اور جسمانی صورت میں کیا۔ ملک کے کسی عالم دین نے کسی اہم مسئلے میں اتنی جدوجہد نہیں کی، جو انہوں نے انفرادی طور پر کی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی شخص معصوم نہیں۔ ائمہ کرامؒ سے بھی بعض مسائل میں غلطی کا صدور ہو جاتا ہے۔ علماء بھی لغزش کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ مولانا محمد حسین بٹالوی سے بھی بہ حیثیت انسان کوئی نہ کوئی فکری یا عملی لغزش کا ارتکاب ہوا ہوگا۔ لیکن مرزا قادیانی کے خلاف انہوں نے جو تگ ودو کی، وہ اس ملک میں ان کا وہ اولین اور بہت بڑا جہاد تھا، جس کی وجہ سے ہم گناہ گاروں کو یقین ہے کہ بارگاہ الٰہی سے ان کی سب لغزشیں معاف فرمادی گئیں اور تحفظ ختم نبوت کے بدلے میں انہیں جنت الفردوس میں داخل فرمادیا ہوگا۔ اس جدوجہد میں ان کا کوئی دنیوی مفاد نہیں تھا، انگریزی حکومت مرزا غلام احمد قادیانی کی حامی تھی، جب کہ مولانا بٹالوی اس کی شدید مخالفت کر رہے تھے۔ اس طرح وہ انگریزی حکومت کے مدمقابل تھے۔

یہ فتویٰ مولانا نے اسی زمانے میں شائع کر دیا تھا، جس پر کلکتہ، ڈھاکہ، اعظم گڑھ، لکھنؤ، دہلی، پٹنہ، مظفر پور، امرتسر، گورداس پور، لدھیانہ، سہارن پور، بنارس، دیوبند، لاہور، راولپنڈی، پشاور، جہلم، گجرات، سیالکوٹ وغیرہ ملک کے تمام صوبوں کے تمام اضلاع کے دوسو کے قریب اصحاب علم کے دستخط ثبت ہیں۔'' (بوستان حدیث ص۱۰۲، ۱۰۳ از مولانا محمد اسحٰق بھٹی)

ہمارے ملک میں ایک مستقل بحث ہے کہ ملعون قادیان کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ کفر کس نے جاری کیا۔ اس پر تین آراء ہیں:

۱...... علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا پر کفر کا فتویٰ دیا۔

۲...... حضرت مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری نے پہلا فتویٰ دیا۔

۳...... حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی نے پہلا فتویٰ دیا۔

ان تینوں آراء کو سامنے رکھ کر چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (ج۳) کی اشاعت اپریل ۲۰۱۶ء میں ایک تفصیلی واقعاتی رپورٹ پیش کی تھی، جو یہ ہے: ''مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے لئے اشتہار شائع کئے۔ پھر براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء میں چار حصے شائع کئے۔ صفر ۱۳۰۲ھ (دسمبر ۱۸۸۳ء) میں قصور کے عالم دین حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے براہین احمدیہ سہ حصص اور اشتہار پڑھ کر اردو میں ایک رسالہ ''تحقیقات دستگیریہ فی ردہفوات براہینیہ'' تحریر کیا اور اس کی نقل مرزا قادیانی کو بھیج کر اس سے توبہ کا تقاضہ کیا۔ مرزا قادیانی نے چپ سادھ لی تو مولانا قصوری نے مولانا احمد بخش امرتسری، مولانا نواب الدین امرتسری، مولانا غلام محمد (امام شاہی مسجد لاہور)، حافظ نور احمد (امام مسجد انارکلی لاہور)، مولانا نور احمد (ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم)، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی سے اس رسالہ پر تقریظات تحریر کرائیں۔ جس میں مرزا قادیانی کا مدعی نبوت، مدعی الہام، ایسے دعاوی کو مبرہن کیا گیا اور اس کے عقائد کو اسلام اور اہل اسلام کے منافی قرار دیا گیا۔ علمائے کرام کے فتویٰ جات اور شرعی آراء آجانے کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کو پھر دعوت اسلام دی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے بھی نظر انداز کر دیا تو مولانا نے شوال ۱۳۰۳ھ، مطابق جولائی ۱۸۸۶ء میں تحقیقات دستگیریہ کا عربی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام ''رجم الشیاطین براغلوطات البراہین'' تجویز کیا۔ علمائے کرام کے فتوے، مرزا قادیانی کی کتاب براہین کے متعلقہ حصے، اشتہار پر مشتمل دستاویزات تیار کر کے حرمین شریفین کے ائمہ ومفتیان سے فتوے طلب کئے۔ ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۸ء) میں فتویٰ جات حرمین شریفین سے موصول ہوگئے۔ وہ فتاویٰ جات لے کر آپ امرتسر گئے۔ بعض روسا اور اسلامی درد رکھنے والے مؤثر حضرات کے ذریعہ مرزا قادیانی

سے رابطہ کیا کہ اب بھی وقت ہے کہ آپ توبہ کر کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیں۔ بعض رؤسا نے پھر مرزا قادیانی کو مباحثہ ومناظرہ کے لئے بلایا۔ لیکن وہ انکاری رہا۔ ایک بار موسم گرما کی تعطیلات میں مرزا قادیانی نے لاہور آنے کا وعدہ کیا۔ مولانا دستگیر وعدہ کے مطابق لاہور دس دن قیام پذیر رہے۔ لیکن مرزا قادیانی نہ آیا۔ ابتداء میں جب مولانا محمد حسین بٹالوی، مرزا قادیانی کے متعلق مثبت رائے رکھتے تھے۔ ان سے مباحثہ کے لئے مولانا غلام دستگیر نے طرح ڈالی۔ مولانا محمد حسین نے بند کمرہ میں گفتگو کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن مولانا غلام دستگیر نے کہا کہ علماء کی موجودگی میں مرزا قادیانی کے الہامات پر گفتگو ہوگی۔ مولانا بٹالوی اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ ایک بار مولانا غلام دستگیر نے مرزا قادیانی کو امرتسر کے ایک رئیس کے ذریعہ مباحثہ کے لئے طلب کیا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ میری باتیں تصوف کی ہیں۔ صوفیاء کرام شریک مجلس ہوں۔ مولانا نے قبول کر لیا کہ صوفیاء کرام کے خاندانی تین علماء کو بلالیں۔ لیکن مرزا قادیانی پھر طرح دے گیا۔ اس کارروائی کے درمیان صفر ۱۳۰۲ھ سے رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ (دسمبر ۱۸۸۳ء تا اپریل ۱۸۹۱ء) تک مرزا قادیانی کی متعدد کتب ورسائل بھی سامنے آ گئے۔ مرزا قادیانی کے متعلق نرم گوشہ رکھنے والے اس کے سخت مخالف ہوگئے۔ خود حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کی موافقت ترک کر کے اس کے سخت مخالف ہوگئے۔ مرزا قادیانی کی تین کتابیں توضیح المرام، فتح اسلام، ازالہ اوہام شائع ہونے پر مولانا محمد حسین بٹالوی نے تلافی مافات کی اور فتویٰ حاصل کیا۔

مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ تکفیر:

الحمدللہ! فتنہ قادیانیت کا استیصال اتنی بڑی سعادت ہے کہ اب ہر مکتب فکر کے رفقاء اس فتنہ کے خلاف کام کرنے کی ’’اوّلین‘‘ کی سعادت حاصل کرنے، اعزاز پانے کے لئے کوشاں ہیں۔ چنانچہ فیصل آباد کے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی نے ’’سب سے پہلا فتویٰ تکفیر‘‘ کے نام سے کتاب شائع کی اور مؤقف اختیار کیا کہ علماء لدھیانہ سب سے پہلے مرزا قادیانی پر فتویٰ کفر جاری کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اہل حدیث مکتب فکر کے جناب ڈاکٹر بہاءالدین نے ’’تحریک ختم نبوت‘‘ حصہ اوّل شائع کیا تو انہوں نے یہ سعادت علماء اہل حدیث کے کھاتہ میں ڈال دی۔ میرے ایسے مسکین کے لئے اس تناؤ میں کچھ عرض کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن دیانت داری سے ترتیب وار چند واقعات نقل کر دینے میں حرج بھی کوئی نہیں:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ سے بہت قبل حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری نے حکیم نورالدین کو کہہ دیا تھا کہ مرزا قادیانی سے بچنا۔ وہ ارتداد والحاد اختیار کرے گا۔ آپ اس کے ساتھی بن جائیں گے۔

۲...... حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے قبل متوجہ فرمایا۔

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی کی براہین احمدیہ (۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۴ء تک) شائع ہوئی۔ اس زمانہ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے وکیل صفائی تھے اور مرزا قادیانی کی تائید یا صفائی میں مولانا بٹالوی سے بعض ایسی باتیں بھی ہوئیں جو قطعاً غیر شرعی تھیں۔ اس زمانہ (۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء) میں مرزا قادیانی لدھیانہ آیا تو مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی نے مرزا قادیانی کے لتے لئے اور مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ اس سلسلہ میں فکرمند ہوئے۔ کوشش وکاوش کی۔ فتویٰ کے حصول کے لئے کوشش کی۔ اس کی تفصیل فتاویٰ قادریہ میں موجود ہے۔ یہ فتویٰ جون ۱۹۰۱ء (ربیع الاوّل ۱۳۱۹ھ) میں شائع ہوا۔

۴...... مولانا غلام دستگیر قصوری نے صفر ۱۳۰۲ھ (مطابق دسمبر ۱۸۸۳ء) میں مرزا قادیانی کے خلاف ''تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات البراہینیہ'' اردو اور اس کا عربی ایڈیشن ''رجم الشیاطین براغلوطات البراہین'' مرتب کر کے عرب وعجم کے علماء سے دستخط لئے۔ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۷ء تک مولانا غلام دستگیر قصوری نے یہ کام مکمل کرلیا۔ اس میں مولانا قصوری نے مولانا بٹالوی کی مرزا قادیانی کی تائید پر سخت تنقید بھی کی۔ کتاب مرتب ہونے، فتویٰ آجانے کے بعد مولانا قصوری مرزا قادیانی کو توبہ کے لئے مباحثہ، مناظرہ، مباہلہ کے لئے بلاتے اور دعوت اسلام دیتے رہے۔ مایوس ہونے پر ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۶ء میں کتاب شائع کردی۔

۵...... مولانا محمد حسین بٹالوی نے جس طرح ابتداء میں مرزا قادیانی کی تائید کی۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی کی کتابیں توضیح المرام، فتح اسلام، ازالہ اوہام کے آجانے کے بعد کروڑ گنا زیادہ شدت کے ساتھ مرزا قادیانی کی مخالفت کی۔ دن رات ایک کر کے مرزا قادیانی کا ایسا تعاقب کیا کہ مرزا قادیانی کو دن کو تارے نظر آنے لگے۔ اسی زمانہ میں ہی مولانا نے فتویٰ مرتب کیا اور اسے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں قسط وار شائع کرنا شروع کردیا۔ بعد میں ایک ساتھ بھی شائع ہوا۔

توفیق وتطبیق

اگر واقعات کی ترتیب کو مدنظر رکھا جائے تو بڑی آسانی سے ترتیب وتوفیق وتطبیق قائم ہوسکتی ہے۔ اس میں کسی قسم کا تخالف وتعارض نہیں رہے گا۔ نیز یہ کہ تمام مکاتب فکر اس سعادت کے حصول میں کسی سے پیچھے نہ رہیں گے۔

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے قبل از وقت نور ایمانی سے اکابر دیوبند کو اللہ رب العزت نے اس فتنہ کے خلاف متوجہ فرمادیا۔

۲...... علمائے لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف ۱۸۸۳ء میں آواز حق بلند کی۔ اس کی پوری تفصیل فتاویٰ قادریہ میں مرتب شدہ موجود ہے۔ لیکن یہ فتویٰ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

۳...... مولانا غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین کے ابتدائی حصے دیکھتے ہی ’’تحقیقات دستگیریہ، رجم الشیاطین‘‘ مرتب کی۔ دسمبر۱۸۸۳ء میں ہی یہ کتاب مرتب ہوکر امرتسر، لاہور، پٹنہ کے علماء کے دستخط ہوگئے۔ ۱۸۸۷ء میں حرمین شریفین کے علماء سے فتویٰ حاصل کیا۔ گویا یہ سب سے پہلی تحریری جدوجہد یا نقش اوّل اسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ تحریر صفر۱۳۱۲ھ، اگست۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔

۴...... اس دوران میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے علماء سے فتویٰ لے کر۱۸۹۱ء میں اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں شائع کرنا شروع کردیا تھا۔

غرض اس طرح قدرت نے ان تمام حضرات کو فتنہ قادیانیت کے خلاف کمربستہ کردیا تھا۔ سب سے پہلے فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش علماء لدھیانہ کی ہے۔ سب سے پہلے فتویٰ حاصل کرنے میں کامیاب مولانا غلام دستگیر قصوری ہوئے۔ سب سے پہلے فتویٰ شائع مولانا محمد حسین بٹالوی کا ہوا۔ اپنی طرف سے تمام حضرات کی محبت وبغض سے خالی ہوکر فقیر کی اس وقت تک یہ رائے قائم ہوئی ہے۔‘‘

(چمنستان ختم نبوت ج۳، ص۱۳۵۶،۱۳۶۰)

آپ نے فقیر کا لکھا ہوا طویل اقتباس ملاحظہ کیا اس میں ’’سب سے پہلے تکفیر‘‘ کی سرخی سے لے کر آخر تک یہ مضمون (احتساب ج۱۰، ص۴۴۷ سے ۴۴۹) سے لیا گیا ہے۔

فقیر کی رائے کی تبدیلی

ابھی جو اقتباس آپ نے پڑھا اس کے آخر پر ہے ’’فقیر کی اس وقت تک یہ رائے قائم ہوئی ہے۔‘‘ لیکن اب مزید جو تفصیلات علم میں آئیں ان کی بنیاد پر فقیر کا یہ عرض کرنا کہ سب سے پہلے فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی کا شائع ہوا یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے خلاف جو سب سے پہلے فتویٰ اشتہار کی شکل میں شائع کیا تھا وہ اشتہار پہلے فقیر کے علم میں نہ تھا۔ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر کے ذریعہ یہ اشتہار مل گیا۔ (اس کی تفصیلات آگے اپنے مقام پر آئیں گی۔)

فتاویٰ ختم نبوت جون ۲۰۰۵ء تین جلدوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا۔ اس کی دوسری جلد میں فتاویٰ جات برکفر مرزا پر مشتمل ۲۱ کتب ورسائل جمع کئے، اس میں بھی نمبر۱ فتاویٰ قادریہ۔ نمبر۲ فتاویٰ مولانا غلام دستگیر۔ نمبر۳ فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی اس ترتیب سے شائع کئے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی کا فتویٰ ۱۸۹۰ء کے اشاعۃ السنۃ میں شائع ہوا۔ ستمبر۱۹۸۶ء میں ادارہ سلفیہ لاہور نے دوبارہ اسے ’’پاک وہند کے علماء اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ‘‘ کے نام پر شائع کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری میں اشاعۃ السنۃ کی وہ فائل جس میں یہ فتویٰ درج ہے وہ

موجود ہے۔لیکن ہم نے ادارہ سلفیہ کے شائع شدہ فتویٰ کو فتاویٰ ختم نبوت کی (دوسری جلد ص۹۳ تا ۱۷۶) میں شائع کردیا ایک دن فقیر دفتر میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ مولانا عبدالحکیم نعمانی صاحب مبلغ عالمی مجلس پاکپتن وساہیوال تشریف لائے، مصافحہ کرتے ہی فرمایا:''مولانا محمد حسین بٹالوی نے خود مرزا قادیانی پر اپنے جمع کردہ فتاویٰ کفر کے آخر پر اشاعۃ السنۃ میں لکھا ہے کہ علماء لدھیانہ نے ان سے پہلے فتویٰ کفر مرزا پر لگایا تھا۔لیکن ادارہ سلفیہ لاہور نے اشاعۃ السنۃ کے اس صفحہ کو ان فتاویٰ کو شائع کرتے ہوئے حذف کر کے خیانت علمی اور نقل حوالہ میں بددیانتی سے کام لیا ہے۔آپ نے بھی فتاویٰ ختم نبوت میں اسے نقل کیا ہے تو وہ غلطی جو ادارہ سلفیہ لاہور کی بددیانتی پر مشتمل ہے۔وہ فتاویٰ ختم نبوت میں دہرادی گئی ہے۔آپ کو پتہ نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔لیکن اب تصحیح حوالہ آپ کا فرض ہے۔نیز یہ کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے مزید کئی جگہ اشاعۃ السنۃ میں اعتراف کیا ہے کہ میرا فتویٰ پہلا نہیں۔ یہ تینوں اشاعۃ السنۃ کی فائلیں مجلس کی لائبریری میں موجود ہیں۔ابھی میں لے آتا ہوں آپ دیکھیں کہ ادارہ سلفیہ لاہور نے کتنی دیدہ دلیری کر کے عمداً خلاف واقعہ کا راستہ اختیار کیا۔''

فقیر نے گفتگو سن کر مولانا سے عرض کیا کہ اس وقت اس سے بھی اہم کام میں مصروف ہوں۔آپ اشاعۃ السنۃ کی فائلیں نکلوائیں، ان پر حوالے لگائیں۔ فارغ وقت میں اس پر گفتگو کریں گے۔مولانا نے لائبریری سے اشاعۃ السنۃ کی فائلیں لیں، حوالے لگائے، نشان رکھے۔اب وہ بار بار میرے کمرہ میں آئیں کہ یہ گفتگو کی حامی بھریں تو میں حوالہ جات دکھاؤں۔مولانا نعمانی کی بے قراری کو دیکھ کر فقیر نے جلدی سے کام نبٹایا۔اور مولانا کو بلا کر عرض کیا کہ آپ فرمائیں کیا فرماتے ہیں؟

نقل حوالہ میں خلاف دیانت ادارہ سلفیہ لاہور کا عمل

ادارہ سلفیہ لاہور نے نومبر ۱۹۸۶ء میں ''پاک وہند کے علماء اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' شائع کیا اس میں پہلی زیادتی تو یہ کی کہ اس کا نام بدل دیا۔مولانا محمد حسین بٹالوی نے اس فتویٰ کا نام ''فتویٰ علماء پنجاب وہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان'' رکھا تھا۔ادارہ سلفیہ نے مولانا بٹالوی کا قائم کردہ عنوان بدل دیا۔اور اس کا نام رکھا ''پاک وہند کے علماء اسلام کا اوّلین متفقہ فتویٰ'' دوسری تبدیلی یہ کی کہ اس کتاب میں اشاعۃ السنۃ ج۱۳، شمارہ ۴،۵،۶،۷،۱۱،۱۲(۱۸۹۰ء) کے فتویٰ کو دارالدعوۃ السلفیہ لاہور طبع نومبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت کے ص۱۶۲ پر ''کتبہ محمد اشرف علی'' کی عبارت پر ختم کیا ہے۔جو اشاعۃ السنۃ ج۱۳،شمارہ۱۲ص۱۴۷ کی پہلی پانچ سطروں پر موجود ہے۔حالانکہ اسی اشاعۃ السنۃ کی اسی جلد، اسی شمارہ، اسی ص۱۴۷ کی پہلی پانچ سطروں (جہاں ادارہ

سلفیہ نے اس فتویٰ کو ختم کیا ہے) کے بعد اس صفحہ کی بقیہ ۱۴ سطروں کو عمداً نقل نہیں کیا۔ پھر اس کا ص ۱۴۸ بھی مکمل نقل نہیں کیا۔

فقیر نے ادارہ سلفیہ لاہور کے مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ ''پاک و ہند کے علماء اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ'' کے آخری صفحہ کو دیکھا۔ یہی فتویٰ جو اشاعۃ السنۃ ج ۱۳ شمارہ ۱۲ میں شائع ہوا۔ اس کے اختتام کو دیکھا۔ تو دیانت داری سے عرض کرتا ہوں کہ بہت ہی حیرت ہوئی، کہ نقل حوالہ میں اتنی بڑی جسارت کہ قریباً آخری ڈیڑھ صفحہ سرے سے درج نہیں کیا، حذف کر دیا۔ اور خلاف توقع اس جسارت پر سخت تعجب ہوا کہ ایسے بھی دنیا کرتی ہے؟ اب دونوں حوالہ جات سامنے تھے کسی بھی طرح کی کوئی تاویل سمجھ میں نہ آئی کہ اتنی بات کہ سب سے پہلے مرزا پر کس نے کفر کا فتویٰ دیا۔ اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے مولانا محمد حسین بٹالوی کے عقیدہ کے لوگوں نے ہی ان کے اشاعۃ السنۃ کے رسالہ کے ڈیڑھ صفحہ کو غائب کر دیا۔ فیا للعجب

ادارہ سلفیہ لاہور کی مولانا بٹالوی کے فتویٰ سے حذف کردہ عبارت

لیجئے قارئین! پہلے تو ذیل میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے تحریر کردہ جس ڈیڑھ صفحہ کو دارالدعوۃ السلفیہ لاہور نے غتر بود کیا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

''بعض علماء وصوفیاء لدھیانہ

لودھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ فتویٰ پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اپنا اشتہار ۲۹؍رمضان ۱۳۰۸ھ اس پر عبارت ذیل لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا'' یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے۔''

''وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے، اس لئے اس کے صرف چند فقرات اس مقام میں نقل کئے جاتے ہیں .... چونکہ ہم نے فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا .... یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں۔ اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں، شرعاً کافر ہیں۔ جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا۔ بعد میں عیسیٰ موعود ہونے میں کلام شروع ہوگی۔ خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے۔ جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔'' المشتہران: مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز سکنائے لدھیانہ عفا اللہ عنہ۔

لدھیانہ کے صوفیوں میں سے میر عباس علی صاحب صوفی گو مولوی نہیں کہلاتے اور نہ فتویٰ دیتے

ہیں۔ مگر چونکہ انہوں نے اس وقت رسمی مولویوں سے بڑھ کر یہ اولی العزمی وثابت قدمی دکھائی ہے کہ باوجودیکہ وہ پہلے سالہا سال قادیانی کے خادم ومعتقد رہے ہیں۔ اب ان کے نئے عقائد کفریہ بدعیہ دیکھ کر اس سالہا سال کی محبت واعتقاد کی بندش کو توڑ کر ان کی اتباع سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ اس لئے قادیانی کی نسبت ان کی رائے زریں کو آراء علماء وفضلاء اسلام کے سلسلہ میں نقل کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے۔ اب اپنی تحریر مطبوعہ دبدبہ اقبال ربی پریس میں فرماتے ہیں۔

''اس وقت جو فیصلہ میری طبیعت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب صاف اور قطعی طور پر نیچری ہیں۔ معجزات انبیاء وکرامات اولیاء سے مطلق انکار رکھتے ہیں۔ سب معجزات اور کرامات کو مسمریزم، قیافہ، قواعد طب یا دستکاری پر مبنی جانتے ہیں۔ خرق عادت کوئی چیز نہیں، جس کو سب اہل اسلام خصوصاً اہل تصوف نے مانا ہوا ہے۔ اور سید احمد خان اور مرزا غلام احمد صاحب کے نیچریت میں بجز اس کے اور کوئی فرق نہیں کہ وہ بالباس جاکٹ وپتلون ہیں اور یہ بالباس جبہ ودستار اور صوفیائے عظام کے درہم برہم کرنے والے۔''

اسی صفحہ کے حاشیہ پر مولانا بٹالوی نے تحریر کیا: میر عباس علی صاحب کی تعریف میں قادیانی نے اپنے ازالہ کے ص۷۹۰ میں یہ سطور لکھی ہیں ''یہ میرے وہ اول دوست ہیں، جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض اور میرے قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی۔ اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سنیں۔ میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں یہ الہام ہوا تھا ''اصله ثابت وفرعها فی السماء.''

اسی صفحہ کی سائیڈ کے حاشیہ پر مولانا بٹالوی نے لکھا: ''التماس: جن علماء کے پاس یہ فتویٰ پہلے پہنچا ہے یا اب پہنچے وہ اس کی تصدیق کو تحریر فرما کر ہمارے پاس بھیج دیں تا آئندہ ان کی تحریرات چھاپ کر مشتہر کی جائیں۔''

(اشاعۃ السنۃ ج۱۳، شمارہ۱۲ص ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۸۹۰ء)

قارئین! مولانا محمد حسین بٹالوی تحریر فرماتے ہیں کہ لدھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ فتویٰ پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اپنا اشتہار ۲۹؍رمضان ۱۳۰۸ھ اس عبارت ذیل لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا'' کہ یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے۔''

(اشاعۃ السنۃ ج۱۳، شمارہ۱۲ص ۱۴۷)

۱...... گویا مولانا محمد حسین صاحب کے فتویٰ سے پہلے کا یہ اشتہار تھا، جس کا مولانا نے آگے خلاصہ نقل کیا جو آپ حضرات نے ابھی ملاحظہ کیا۔ پس ثابت ہوا کہ علماء لدھیانہ، مولانا بٹالوی کے مرزا کو کافر کا فتویٰ دلوانے سے پہلے فتویٰ دے چکے تھے۔ اور پھر اس اشتہار میں ہے کہ ۱۳۰۱ھ میں مرزا کے کافر ہونے کا فتویٰ ہم نے جاری کیا تھا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ ان کا فتویٰ مولانا بٹالوی سے پہلے کا ہے۔

۲...... مولانا محمد حسین صاحب نے اشتہار کا خلاصہ نقل کیا ہم فتاویٰ قادریہ سے وہ مکمل اشتہار یہاں نقل کردیتے ہیں جو یہ ہے:

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

بعد از حمد وصلوٰۃ جملہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اشتہارات اس مضمون کے شائع کر رہا ہے کہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔ مولوی عبداللہ، مولوی عبدالعزیز وغیرہ جو میرے برخلاف ہیں۔ میرے سے جلسۂ عام میں روبرو ایک افسر یورپین کے برمکان احسن شاہ وغیرہ ایک روز بعد عید الفطر کے گفتگو کرلیں۔ چونکہ ہم نے فتویٰ ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳،۱۸۸۴ء) میں: ''مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کا جاری کردیا تھا'' اور رسالہ ''نصرۃ الابرار'' اور ''فیوضات مکی'' میں بحوالہ فتویٰ حرمین تحریر کرچکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں، شرعاً کافر ہیں۔

پس مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اول سرکار سے اجازت طلب کرلے کیونکہ حکام شہر ہذا نے چند سال سے یہ حکم نافذ کر رکھا ہے کہ کوئی شخص اجنبی اس شہر میں آکر بلا اجازت سرکار کوئی جلسہ مذہبی منعقد نہ کرے۔ ورنہ سرکاری مجرم قرار دیا جاوے گا۔ بعد اجازت حاصل کرنے کے مکان شہزادہ نادر صاحب یا مکان خواجہ احسن شاہ صاحب یا کسی اور رئیس کے مکان کو واسطے گفتگو کے مقرر کرکے ہم کو مرزا صاحب اور صاحب مکان تحریری طور پر اطلاع دیں کہ ہمارے مکان پر مرزا سے آپ آکر بحث کرلیں۔ چونکہ ہمارے نزدیک جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا۔ بعد میں عیسیٰ موعود ہونے میں کلام شروع ہوگی۔ اگر مرزا قادیانی بسبب کم لیاقتی کے تنہا مناظرہ نہ کرسکے تو اپنے متبعین کو ہمراہ لے کر میدان گفتگو میں آوے۔ اگر اس نہج پر بھی وہ مطمئن نہ ہو تو ان اہل علموں کو جو مرزا قادیانی کو

دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتے، ہمراہ لے کر مکان گفتگو پر حاضر ہوکر اپنے دلائل پیش کرے۔ چونکہ ہر ایک شخص بموجب زعم اپنے کے، اپنے آپ کو حق پر جانتا ہے۔ لہٰذا واسطے تمیز حق اور باطل کے کوئی منصف مقرر کرنا امر ضروری ہے۔ لہٰذا پہلے مبادیٔ بحث جلسہ اولیٰ میں فریقین طے کر کے مقاصد میں بحث شروع کریں۔ اگر مرزا قادیانی کو اس بحث کرنے میں دشواری معلوم ہوتو ہم ایک طریق بحث کا جو نہایت آسان بتاتے ہیں۔ جس کو اختیار کرلیں۔ جس میں ان کا ایک حبہ بھی خرچ نہ ہو۔

وہ امر یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہمارے ساتھ بلاخرچ مکہ معظمہ کو چلے یا سلطان روم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے مدّعا کو ظاہر کرے تا اہل حق کو تاج نصرت سے سرفرازی حاصل ہو اور مبطل کی گردن میں طوق لعنت کا نمودار ہو اور آئندہ کوئی ایسے دعاوی باطلہ کے دعویٰ کرنے میں جرأت نہ کرے۔ اگر مرزا صاحب کو مباحثہ بلا پابندیٔ شرائط کے منظور ہوتو عید یا جمعہ کے مجمع میں حاضر ہوکر مستفید ہوں۔ اور اگر امورات مذکورہ بالا سے کسی امر کی تعمیل کرنے میں پہلوتہی کریں تو ان کو لازم ہے کہ آئندہ ایسے دعاوی سے اپنا تائب ہونا ظاہر کریں۔

خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ وجدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے۔ جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہے۔ جو چاہے ان کی عورتوں سے نکاح کرلے۔ کتب فقہ میں یہ مسائل باب مرتد میں تصریح کے ساتھ موجود ہیں۔ اگرچہ عوام کالأنعام بعض مسائل کو سن کر کہتے ہیں کہ یہ مولوی ضدی ہیں۔ جب خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس مسئلہ کی صداقت ظاہر کردیتا ہے تو پھر اسی منہ کہتے ہیں کہ ان مولویوں کا مسئلہ ٹھیک نکلا۔

دیکھو محمود شاہ کا جو ہم نے حال اشتہار میں لکھا تھا، خدا تعالیٰ نے اس کے مددگاروں کے ہاتھ سے صداقت ہمارے اشتہار کی ظاہر کی۔ اسی طرح جیسا کہ ہم نے ۱۳۰۱ھ میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری (بٹالوی) وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کردی، جو اس کے اول درجہ کے مددگار رہتے تھے۔ اور علماء مکہ معظمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا۔ اب سکنائے شہر ہٰذا کو جو اس پر عقیدہ رکھتے ہیں یا کچھ ان کے دل میں اس کے کافر ہونے کا شبہ ہے مرزا قادیانی کو ہمراہ لے کر ہمارے پاس آویں اور سرکاری انتظام اگر مرزا نہ کرسکے تو اس کے مرید جو اس پر دل وجان سے فدا ہیں، اس امر کا بندوست کرلیں۔ ورنہ سکنائے شہر سے چندہ کرلیں۔ اگر صرف لقلقہ ہی غرض ہے تو مثل برادر اپنے کے چماروں کے پیغمبر بن کر اپنا کام چلاویں۔ یعنی جیسا مرزا امام الدین قوم جاروب کش میں امام مہدی بن بیٹھا

ہے تو مرزا غلام احمد چماروں کے عیسیٰ بن کر اپنا مطلب حاصل کریں۔ چونکہ مناظرہ کرنے میں ہر دو بحث کنندوں کا علم میں برابر ہونا امر ضروری ہے۔ لہٰذا کتب مروجہ درسی میں فریقین کا امتحان لیا جاوے گا۔ اور عربی زبان میں ہر دو صاحبوں کو تحریر مع ترجمہ کرنی پڑے گی۔ تاکہ عوام کالأ نعام جو مرزا کو بڑا عالم جانتے ہیں، ظاہر ہو جاوے کہ مرزا کو سوائے مرزائیت کے یعنی انشاء پردازی کے جو اس قوم کی جبلی خاصیت ہے، کچھ علمی لیاقت نہیں۔ خصوصاً علم دینی سے تو بالکل نابلد ہے۔ ورنہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کو قبل از اتمام معرض بیع میں نہ لاتا، کیونکہ بیع شی معدوم کی بدوں شرائط سلم جو فیما نحن فیہ میں مفقود ہیں، شرعاً ہرگز درست نہیں۔

پس جو شخص مرزا مذکور کو مجدد یا عیسیٰ موعود اعتقاد کرتے ہیں، پرلے درجے کے نادان ہیں۔ خدا تعالیٰ اس گروہ کو ورطۂ ضلالت سے نکال کر راہ ہدایت پر لائے یا ان کے شر سے عوام کو محفوظ رکھے۔ اگر کسی حیلہ یا بہانہ مرزا قادیانی کسی شرط کی بابت پیش کرنا چاہیں تو بالکل لغو ہے۔ کیونکہ سرکاری طور پر فیصلہ اس کا بروقت بحث ہو سکتا ہے۔ یعنی ہر دو فریق اپنے اپنے شرائط بروقت حاضری سرکار میں داخل کریں۔ جن شرائط کو سرکاری افسر منظور فرماوے وہی فریقین کو تسلیم کرنی پڑیں گی۔ بعد میں مباحثہ اس طرز سے شروع ہوگا کہ جس کی ایک ایک فرد شامل مثل سرکاری ہوگی۔ اور ایک ایک فرد فریقین کے پاس رہے گی۔ تاکہ کسی کو کمی زیادتی کی گنجائش نہ ہو۔ آخر دعوٰنا أن الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

المشتہران:

مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز سکنائے لدھیانہ عفی عنہ

مرقوم ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ...... (فتاویٰ قادریہ ص۲۰ تا ۲۳ مطبوعہ مطبع قیصر ہند لدھیانہ)

قارئین اس اشتہار بالا میں درج ہے اور مولانا بٹالوی نے نقل فرمایا کہ علماء لدھیانہ نے ۱۳۰۱ھ میں مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر دیا۔ ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۳ء، ۱۸۸۴ء ہے۔ گویا علماء لدھیانہ کا فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی کی نقل کے مطابق ۱۳۰۱ھ کا ہے۔ اور مولانا بٹالوی کا یہ فتویٰ کفر ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا۔ ۱۸۸۳ء، ۱۸۸۴ء اور ۱۸۹۰ء میں جتنا فرق ہے اتنا قدیم فتویٰ ہے علماء لدھیانہ کا، اس کے باوجود موجودہ حضرات ادارہ سلفیہ لاہور یا دیگر محققین علماء اہل حدیث تسلیم نہ فرمائیں تو ان کے کرم کے آگے فقیر کیا دم مار سکتا ہے۔ بایں ہمہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کی مزید چند عبارتیں بھی ان حضرات کے سامنے محض غور کے لئے رکھ دیتے ہیں:

مولانا محمد حسین بٹالوی کے اعتراف حقائق

۱...... مولانا محمد حسین بٹالوی تحریر فرماتے ہیں: ''اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو روکے اور جملہ مضامین سابق کو چھوڑ کر بہمہ تن اسی کے دعاوی کے ردّ کے درپے ہو اس کے اصول باطلہ کا

ابطال کرے اور اصول حقہ اسلامیہ کی حمایت عمل میں لاوے۔اس کی موجودہ جماعت وجمعیت کو تتر بتر کرنے میں کوشش کرے اور آئندہ مسلمانوں خصوصاً اہل حدیث کو جن کا یہ خادم ہے اس جماعت میں داخل ہونے سے بچائے۔ کیونکہ اسی (اشاعۃ السنۃ) نے قادیانی کے سابق دعویٰ حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام ووعدۂ تائید دین بانشان ہائے آسمانی ونصرت اصول اتفاقی اسلامی سے دھوکہ میں آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجۂ نمبرے وغیرہ جلدے میں اس کو امکانی ولی وملہم بنایا اور لوگوں میں اس کا اعتبار جمایا تھا۔ جس کو یہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید میں اب پیش کررہے ہیں۔ اور اس کی عبارات اپنی تحریرات ورسائل میں نقل کر کے ان سے فائدہ اٹھارہے ہیں اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت کررہے ہیں۔ اشاعۃ السنۃ کا ریویو براہین اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہوجاتا۔ کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان وپنجاب وعرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا۔ صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداران کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جمارکھا۔ اور اس کو حامی اسلام بنارکھا تھا۔''

(اشاعۃ السنۃ ج۱۳،ش۱،ص۳،۴)

اللہ رب العزت کی کروڑوں رحمتیں ہوں مولانا محمد حسین بٹالوی پر کہ وہ کس صفائی کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ جب اشاعۃ السنۃ مرزا کو حامی اسلام بنارہا تھا ''بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان وپنجاب وعرب کا اس (مرزا) کی تکفیر وتفسیق وتبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا۔''

لیجئے حضرت مولانا مرحوم کا ''علماء پنجاب وعرب'' کا ذکر کرنا علماء لدھیانہ اور حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری کے فتاویٰ جات بابت کفر مرزا کا اپنے فتویٰ سے قبل کے فتویٰ ہونے کا اعتراف کرنا ہے۔ یہی اعتراف حق ہی دیانت کا تقاضہ ہے جو مولانا موصوف نے کیا اور یہی ان کی شان کے لائق تھا۔ آپ (حضرات ادارہ سلفیہ لاہور) کی رائے مبارک بھی اس حقیقت کو تسلیم کرے تو انسب ہوگا۔

۲...... مولانا محمد حسین بٹالوی اشاعۃ السنۃ ج۷،ش۶،ص۱۷۰ کے حاشیہ پر علماء لدھیانہ کے متعلق لکھتے ہیں ''اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں امور کفریہ (دعویٰ نبوت اور نزول اور تحریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں) اس لئے اس کا مؤلف کافر ہے۔''

یہ مولانا کی عبارت براہین احمدیہ کے ریویو میں ہے اس میں مولانا محمد حسین اعتراف کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ اس کو اس وقت کافر کہتے تھے جب خود مولانا مرحوم مرزا کی حمایت کررہے تھے۔

۳...... اس حوالہ مذکور کے ص۱۷۱ پر مولانا محمد حسین لکھتے ہیں: ''بعض (لدھیانہ والے) ان کو کھلم کھلا کفر

قرار دیتے ہیں‘‘ اس حوالہ میں مولانا نے خود لدھیانہ والے کے الفاظ اپنے قلم سے لکھے ہیں اور حاشیہ میں ان کے اسماء گرامی ’’مولوی عبدالعزیز، مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر‘‘ درج کئے ہیں، کہ یہ علماء لدھیانہ مرزا کو کافر کہتے ہیں۔ یہ براہین احمدیہ کے ریویو میں مولانا نے اعتراف کیا ہے۔

۴…… اشاعۃ السنۃ ج ۷، ش ۶، ص ۱۷۲ پر براہین احمدیہ کے ریویو میں مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں:

’’(لدھیانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہی وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (مرزا قادیانی) نے پیغمبر کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت ﷺ اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے۔‘‘

یہ حضرت مولانا بٹالوی موصوف براہین احمدیہ کے ریویو میں اعتراف کرتے ہیں۔ غرض واقعہ یہی ہے کہ براہین احمدیہ کے آتے ہی تحریر وتقریر، مباحثہ اور مقابلہ کے ذریعہ جو علماء سب سے پہلے ملعون قادیان کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے وہ علماء لدھیانہ تھے۔ سب سے پہلے عرب سے جنہوں نے فتویٰ منگوایا وہ مولانا غلام دستگیر تھے۔ یہ فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی کے بھی خلاف تھا کہ وہ مرزا کی حمایت کر رہے ہیں۔ فتویٰ آجانے کے بعد اس کی اشاعت سے قبل مولانا محمد حسین صاحب مرحوم نے مرزا کی تائید سے نہ صرف ہاتھ اٹھالیا بلکہ اس کے سامنے مخالفت میں سروقد ہوگئے۔ تو مولانا غلام دستگیر صاحب نے عرب کے فتویٰ سے مولانا محمد حسین صاحب والا حصہ نکال دیا۔ اس کو کمال دیانت کہتے ہیں۔ سبحان اللہ!

قارئین! علماء لدھیانہ ہوں یا مولانا غلام دستگیر یا مولانا محمد حسین بٹالوی یہ مرزا قادیانی کے مقابل ہوئے لیکن غلطی اپنی جگہ، مگر بات کرنے میں کوئی بددیانتی نہیں دکھائی، ہمیشہ وہی کہا جو واقعہ کے مطابق تھا۔ ایک ہم ہیں کہ حوالہ نقل کرنے میں اپنے تحفظات کو دخیل کر کے اپنے بزرگوں کی عبارتوں کے صفحات کو غتربود کر جاتے ہیں۔ بات کہاں سے کہاں پہنچی؟

۵…… مولانا محمد حسین بٹالوی تحریر فرماتے ہیں: ’’بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص اپنے لئے نبوت کا مدعی ہے…… خاکسار (مولانا بٹالوی) نے اس (مرزا قادیانی پر) حسن ظن کر کے اس کو تکفیر سے بچایا۔ اور دھوکہ کھایا اور اس کی حمایت میں ریویو براہین احمدیہ لکھا۔ مجھے اس وقت تک اس کے خبث باطن کا (بحکم کہ: ’’خبث نفس نگردد بسالہا معلوم‘‘

علم نہ ہوا تھا۔ اور کیونکر ہوتا جب تک کہ وہ اپنے منہ سے اس نجاست کو جواب نکال رہا ہے نہ نکالتا۔ مجھے اس کا یہ حال وخیال اس وقت معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا۔‘‘

(اشاعۃ السنۃ ج ۱۵، ش ۶، ص ۱۱۹، ۱۲۰)

کروڑوں رحمتیں مولانا مرحوم پر کمال دیانت سے جہاں اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں وہاں واشگاف برملا فرمارہے ہیں کہ مرزا پر اور حضرات نے کفر کا پہلے فتویٰ لگایا۔

۶...... اسی طرح مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنے رسالہ ’’تاریخ مرزا‘‘ میں لکھا ہے کہ ’’جس زمانہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی سے مانوس تھے اسی زمانہ میں مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی...... مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی محمد وغیرہ خاندان علماء لدھیانہ مرزا سے بدظن تھے۔ ہم حیران ہیں ان علماء کی فراست کس درجہ کی تھی کہ وہی ہوا جو ان حضرات نے گمان کیا۔‘‘ (تاریخ مرزا ص۱۳)

۷...... مولانا بٹالوی نے لدھیانہ کے ان بھائیوں کا نام لے کر ذکر کیا ہے اور یوں لکھا ہے: ’’ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لئے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں، جن سب کا سنہ ۵۷ء سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر۱۰ ج۶ وغیرہ میں ظاہر و ثابت کر چکے ہیں۔‘‘ (اشاعۃ السنۃ نمبر۶، ج۷، ص۱۷۱ حاشیہ)

مولانا بٹالوی کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱...... اس ریویو کے لکھنے کے وقت یعنی ۱۸۸۴ء میں صرف لدھیانہ کے یہی مولوی عبدالقادر صاحب کے فرزندان تھے، جنہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی۔

۲...... اس وقت تک مولانا بٹالوی حسن ظن رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کو ’’ایک جلیل القدر مسلمان‘‘ ہی تصور کرتے تھے۔

حضرت مولانا بٹالوی کے ان سات حوالہ جات کے بعد ادارہ الدعوۃ السّلفیہ لاہور اپنی رائے پر نظر ثانی کرے۔ تو یہ صرف تاریخ پر ہی نہیں بلکہ مولانا بٹالوی کی روح پر فتوح سے بھی مبنی انصاف فیصلہ ہوگا۔

سات حوالے ’’ستے خیراں‘‘ ورنہ ست سری اکال

مولانا بٹالوی کے رد قادیانی پر رشحات قلم

مولانا بٹالوی نے ۱۸۷۷ء سے اشاعۃ السنۃ رسالہ کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۷ء تک یہ چھپتا رہا۔ یہ تیس سال کا عرصہ بنتا ہے۔ لیکن اس کی ۱۹۱۷ء کی آخری جلد ’’جلد بست و سوم‘‘ درج ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ تیس سال میں تیئس جلدیں شائع ہوئیں۔ گویا درمیان میں کچھ مدت تعطل بھی پیدا ہوتا رہا۔ الحمدللہ ان ۲۳

جلدوں کا ریکارڈ صفہ اکیڈمی لاہور حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں مولانا محمد عابد مدظلہ نے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس کی کچھ فائلیں اصل یا فوٹو عالمی مجلس کے مرکزی دفتر کی لائبریری میں بھی تھیں۔ جلد نمبر۱۳ سے آخر تک مولانا حافظ عبیداللہ صاحب اسلام آباد نے نیٹ پر ڈال رکھی ہیں۔

قدرت کا کرم ہوا کہ لاہور، ملتان، اسلام آباد کا سارا ریکارڈ ہمیں دستیاب ہوگیا۔ اول سے آخر تک سب فوٹو کرا کر دفتر کی لائبریری میں ۲۳ جلدیں محفوظ کر دی گئیں۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی کے پیدا کردہ قضیہ کے لئے ان فائلوں پر کام کرنے کا داعیہ پیدا ہوا، اس کے بعد متذکرہ فائلوں کی تحصیل وتکمیل کے عمل سے گزرے تو اب مولانا محمد حسین بٹالوی کے ردقادیانیت پر جو مضامین شائع ہوتے رہے ان کو جمع کرنا شروع کیا تو ان کی تعداد پینتالیس تک پہنچ گئی۔ اور یہ سینکڑوں صفحات سے بڑھ کر ہزار کے عدد کو بھی کراس کر گیا۔

جناب ڈاکٹر بہاء الدین صاحب نے تحریک ختم نبوت کی غالباً چار جلدوں میں مولانا بٹالوی کی تحریرات کے اس ریکارڈ کو جمع کیا ہے۔ لیکن اس میں آپ نے اپنے منہج کے مطابق تلخیص وحذف کے عمل کو بھی جاری رکھا۔ پھر نارنگ منڈی سے معلوم ہوا کہ شاید کوئی اور اہل حدیث لاہور کے ساتھی اس کو جمع کر رہے ہیں۔ خیال ہوا کہ چلو ایسے ہے تو ہم فارغ ہوگئے۔ مقصد کام ہے وہ شائع کرتے ہیں تو ضرورت پوری ہوگئی۔ لیکن بورے والا کے پروفیسر جناب مولانا سہیل صاحب اور مولانا داؤد ارشد نارنگ منڈی نے فرمایا کہ گزشتہ دس سال سے شنید ہے کہ وہ شائع کر رہے ہیں۔ لیکن ہوگی یا نہیں، کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس مایوسی کے ماحول میں بالآخر یہ فیصلہ کیا کہ اللہ رب العزت کے کرم واحسان کے سہارے یہ کام ہمیں شروع کر دینا چاہئے۔

جب اشاعۃ السنۃ میں شائع شدہ جملہ مواد ''ردقادیانیت'' کو جمع کیا تو اس کی تعداد چھیالیس ہوئی۔ ان میں ایک نظم مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر کی ہے جب وہ مرزا کے مخالف تھے تب وہ لکھی تھی جو اشاعۃ السنۃ میں شائع ہوئی۔ باقی پینتالیس مختصر ومطول مضامین تمام کے تمام مولانا محمد حسین بٹالوی کے رشحات قلم کا صدقہ ہے۔ اس سے اندازہ فرمائیں کہ مولانا کتنے بھرپور محنتی عالم دین تھے۔ اس فہرست میں ''فتویٰ دربارہ کفر مرزا'' شامل نہیں چونکہ وہ فتاویٰ ختم نبوت میں شائع کر چکے ہیں جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اسے شامل نہ کیا ہے۔ لیکن ان سطور کے وقت داعیہ پیدا ہو رہا ہے کہ اسے بھی شامل اشاعت کرلیں۔ اس لئے کہ ادارہ سلفیہ لاہور کی اشاعت نے تشکیک پیدا کر دی ہے کہ کہیں اور جگہ بھی ایسے نہ کیا ہو۔ دوبارہ اشاعۃ السنۃ سے تقابل کر کے اس کو شریک اشاعت کریں تو پھر مولانا کے رشحات قلم کی تعداد چھیالیس ہو جائے گی۔ لیجئے پہلے تو آپ وہ فہرست ملاحظہ فرمائیں:

نام کتاب	نمبر شمار
فرضی مسیح اور اس کے خیالی حواری سے گفتگو	۱
مباحثہ لدھیانہ	۲
جواب فیصلہ آسمانی	۳
فتنہ کادیانی نمبر۱،۲ (عنوان اشاعۃ السنۃ ج ۱۳،ش ا۔ج ۱۴،ش ۴ کے دو ادارئیے)	۴
مباحثہ بٹالہ (مولانا محمد حسین بٹالوی اور احمد حسن امروہی قادیانی کے درمیان مراسلت ۲۰،تا ۳۰ رجنوری ۱۸۹۳ء)	۵
مباحثہ لاہور (شریک مباحثہ جملہ کادیانیوں کا گریز)	۶
قدرتی مباحثہ (جس میں لاہور سے امرتسر تک ٹرین میں حکیم نورالدین کادیانی سے مولانا بٹالوی نے اپنی گفتگو ومباحثہ کی روئیداد قلم بند فرمائی ہے)	۷
میر ناصر نواب دہلوی خسر مرزا کادیانی کی نظم	۸
کادیانی کی گیدڑ بھبکی	۹
اعاذہ رحمانی ردوساوس کادیانی	۱۰
اشاعۃ السنۃ پر اعتراض دشنام دہی کا جواب	۱۱
اشاعۃ السنۃ میں ایک تبدیلی ناگہانی لائق توجہ موافقین ومخالفین کادیانی	۱۲
کادیانی کی تازہ دروغ گوئی	۱۳
کادیانی کے عربی خطبہ کتاب وساوس کی بعض اغلاط کی فہرست	۱۴
قادیانی پر فتح یابی اشاعۃ السنۃ کا شکرانہ	۱۵
لعنت اللہ علی الکاذبین یا علی المفترین (بجواب اشتہارات ایک ہزار، دو ہزار، تین ہزار ۴ ہزار، بے انوار کادیانی)	۱۶
حرام زادہ کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب	۱۷
فرضی زوجہ کادیانی کے شوہر کی عدم وفات پر کادیانی راست بیانی	۱۸
عیسائیوں کی باہمی جنگ مقدس پر اسلامی رائے۔	۱۹
دجال کادیانی کی نئی چال کا حال	۲۰
دجالین کادیان کی اور نئی چالیں	۲۱
خطبہ یا لیکچر (جس میں جلسہ اعظم مذاہب کے پانچوں سوال کا جواب اور نبوت عامہ وخاصہ کا ثبوت)	۲۲

۲۳ الہامی قاتل (مرزا کادیانی اس کے الہام کا مقتول پنڈت لیکھرام ہندو، مسلمان اور گورنمنٹ اس ضمن میں دو عنوان۔ نمبر۱: رسالہ انجام آتھم وغیرہ، نمبر۲: امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین سے ہمدردی کا مشورہ بھی شامل ہیں)
۲۴ مخبر دکن کی جھوٹی مخبری
۲۵ ہماری قسم کی منظوری سے الہامی قاتل اور خونی مسیح کی گریز
۲۶ خواجہ غلام فرید اور مرزا الہامی قاتل وخونی مسیح قادیان
۲۷ خونی مسیح کی سلطان المعظم کی جناب میں بدزبانی
۲۸ جواب درخواست کیاد کادیانی
۲۹ قادیانی کی جوڈیشنل مقدمہ میں شکست یا عیسائیوں کی دوسری جنگ مقدس میں مرزائیوں کو شکست
۳۰ مرزا کے دام سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ایک دلپذیر تقریر
۳۱ بیا باید شنید
۳۲ مرزا کو ہم نے کیوں چھیڑا
۳۳ مراسلت
۳۴ قادیان کے مرزا اور اس کی جماعت کی درخواست وغیرہ کا جواب
۳۵ ضروری نوٹ (جس میں مرزا کو حکم کہلانے کا مغالطہ ظاہر کیا گیا ہے اور جلسہ لاہور کی کیفیت)
۳۶ فتویٰ جواز امامت مرید قادیانی میں ان حضرات کی دھوکہ بازی
۳۷ پر افٹ قادیان کی پیشگوئی کا پورا ہونا
۳۸ طاعون کا روحانی سبب اور علاج
۳۹ کرشن قادیان اور مسلمانان
۴۰ زلزلے کا روحانی سبب اور اس کا علاج
۴۱ کرشن قادیان کی دھوکہ دہی میں اس کے چیلے کی تیز قدمی سے پیروی
۴۲ اسلامی حکم سیاسی متعلق جہاد وقتل مرتد اور سید محمد ومرزا غلام احمد
۴۳ کھلی چٹھی
۴۴ آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی وگورنمنٹ انگلشیہ
۴۵ مفتح الکلام ومقطع الخصام فی اثبات الحیوٰۃ والمجیٔ للمسیحؑ
۴۶ تکفیر عقائد کفریہ قادیانی

اس پورے ریکارڈ کو جمع کر کے جدید قادیانی حوالہ جات لگا کر محاسبہ قادیانیت کی کئی جلدیں تیار ہوگئی ہیں۔ جو پیش خدمت ہیں۔ الحمدللہ۔ حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم!

فقیر اللہ وسایا، ملتان ...... یکم ستمبر۲۰۲۰ء

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

بہاول پور میں خاتم النّبیین ﷺ کی قرارداد کی منظوری پر یوم تشکر

سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خاتم النّبیین ﷺ کی قرارداد منظور ہونے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور نے یوم تشکر منایا۔ اس سلسلہ میں ایک شاندار تقریب ۲؍جولائی ۲۰۲۰ کو بہاول پور پریس کلب میں منعقد کی گئی، تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تقریب کے میزبان مولانا محمد اسحاق ساقی نے کہا کہ اس قرارداد کی کسی ایک رکن نے بھی مخالفت نہیں کی۔ سب لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تقریب میں بریلوی مکتب فکر کے قاری ذوالفقار احمد، سینئر قانون دان ظفر اقبال ایڈووکیٹ، صدر پریس کلب نصیر احمد ناصر، جماعت اسلامی کے امیر خالد بن جلیل، جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر ممتاز عالم دین مفتی محمد مظہر اسدی، جمعیت علماء اسلام بہاول پور کے امیر مولانا غلام یاسین صدیقی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پریس کلب کے صدر نصیر احمد ناصر کو تحریک ختم نبوت ۱۹۳۴ء سے لے کر ۲۰۱۹ء تک کی دس جلدوں پر مشتمل کتابوں کا ایک سیٹ پیش کیا گیا۔ تقریب کے آخر میں مفتی اعظم بہاول پور شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ بہاول پور مولانا مفتی عطاء الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد کا پاس کرنا آسان ہے اصل کام یہ ہے کہ اس پر عمل کو یقینی بنایا جائے، یہ تقریب مفتی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

اجلاس برائیٹ ویژن سکول پتوکی ضلع قصور

۷؍جولائی ۲۰۲۰ء بعد نماز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پتوکی ضلع قصور کے زیر اہتمام برائیٹ ویژن سکول میں ایک اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کی غرض وغایت مولانا عبدالرحمٰن خان، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی نے بیان کی۔ پروفیسر محمد زاہد نے مہمانوں کو عشائیہ دیا۔ شرکاء اجلاس میں اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ بطور گفٹ تقسیم کی گئی۔ پیر مسعود قادری کی دعا سے اجلاس اختتام پذیر ہوگیا۔

خاتم النّبیین کنونشن جامعہ حنفیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ

۲۳؍جولائی ۲۰۲۰ء کو جامعہ حنفیہ مدنی مسجد بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں ظہر تا عصر خاتم النّبیین کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا زبیر احمد فہیم نے کی، تلاوت ونظم مولانا زہیر الحسن مدنی نے پیش کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیان فرمایا اور مولانا سید سمیع اللہ

گیلانی ڈیرہ اسماعیل خان نے بیان ومجلس وذکر اور دعا فرمائی۔ پروگرام کے داعی مولانا عزیز خلیل، قاری محمد عمیر جمیل، مولانا خواجہ عبدالقادر جلیل برادران، مبلغ ختم نبوت عبدالرزاق مجاہد اور کارکنان بصیر پور تھے۔ بحمداللہ مثالی پروگرام ہوا، علاقہ کے علماء کرام کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

ختم نبوت کورس روہڑی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام مدرسہ دارالقرآن محمدیہ مالمہ پٹ روڈ روہڑی میں قاری عبدالناصر مکی کی زیر نگرانی ۲۶، ۲۷ر جولائی دو روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ پہلے دن کورس کے شرکاء سے مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا ظفراللہ سندھی نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے تفصیلی خطاب فرمایا۔ دوسرے دن مولانا محمد حسین ناصر اور ضلع سکھر کے امیر قاری جمیل احمد بندھانی اور ضلع کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا مقصود احمد کھوکھر کے دو صاحبزادوں نے ختم نبوت کے حوالے سے سوال وجواب کئے۔ کورس کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ کورس کی کامیابی کے لئے قاری عبدالناصر مکی اور مولانا ظفراللہ سندھی نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (رپورٹ: محمد مبشر حسین)

ختم نبوت انعام گھر مقابلہ سرائے نورنگ ضلع لکی مروت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ہر سال ۱۴ر اگست کو سرائے نورنگ میں دینی مدارس، اور سکول کالج کے چھوٹے طلباء وطلبات کے لئے ختم نبوت انعام گھر کے نام سے ایک انعامی مقابلہ منعقد ہوتا ہے۔ امسال بھی ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ۱۴ر اگست ۲۰۲۰ء، بروز جمعۃ المبارک کو جامع مسجد مجیدی نورنگ میں چھٹا ختم نبوت انعام گھر مقابلہ منعقد ہوا۔ صبح آٹھ بجے مقابلہ شروع ہوا۔ ۲۰۰ سے زائد طلباء وطلبات نے حصہ لیا۔ مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا محمد ابراہیم ادہمی، مولانا ماسٹر عمر خان، صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا شبیر احمد حقانی، مولانا گل رئیس خان نے ترتیب وار سوالات پوچھے۔ شریک طلباء نے اچھی تیاری کی تھی۔ فائنل راونڈ کے اختتام پر تمام شریک طلباء کو کتابیں، میڈل اور نقد انعامات دیئے گئے۔ اول پوزیشن لینے والے معتصم باللہ، دوم پوزیشن محمد ابراہیم اور سوم پوزیشن ہولڈر محمد شیان کو خصوصی ٹرافیاں جبکہ نمایاں کارگردگی پر ولی رحمن اور محمد حسن کو انعامات ضلع لکی مروت کے قائم مقام امیر مولانا مفتی عبدالغفار اور ضلعی ناظم مولانا مفتی ضیاء اللہ نے دیئے۔ تقریب میں علماء کرام، ڈاکٹر حضرات، وکلاء برادری، معززین علاقہ سمیت صحافی حضرات اور سوشل میڈیا کے ساتھیوں نے خصوصی شرکت کی۔ حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب نے اختتامی دعا فرمائی۔

ختم نبوت امن واک ریلی اور پرچم کشائی تقریب لکی مروت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے یوم آزادی کے موقع پر جامع مسجد مجیدی نورنگ سے ’’ختم نبوت آزادی امن واک‘‘ کے نام سے ریلی نکالی گئی۔ ریلی کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے ضلعی ناظم حضرت مولانا مفتی ضیاء اللہ، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم دفتر مولانا ماسٹر عمر خان، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم نشر واشاعت صاحبزادہ امین اللہ جان اور مولانا شبیر احمد حقانی نے کی۔ ریلی نے بازار کے مختلف شاہراہوں سے چکر لگاتے ہوئے ختم نبوت چوک نورنگ میں جلسہ کی صورت اختیار کی۔ ختم نبوت چوک نورنگ میں پرچم کشائی بھی کی گئی۔ مفتی ضیاء اللہ نے نوجوانوں سے عہد لیا کہ اسلام اور پاکستان کے دفاع کے لئے ہم ایک رہیں گے۔ آخر میں ناظم دفتر مولانا ماسٹر عمر خاں نے امن وسلامتی کے لئے خصوصی دعا کرائی۔

ختم نبوت سیمینار ٹاؤن شپ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ ٹاؤن شپ کے زیراہتمام ۲۳ راگست ۲۰۲۰ء کو ختم نبوت اجتماع جامع مسجد مدینہ میں معروف عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجتماع میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا کاشف بلال، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی یونٹ کے اراکین پیر محمد آصف، محمد بلال، حاجی محمد علی، حاجی احمد علی، مولانا سمیع اللہ سمیت کئی اراکین نے شرکت کی۔ مقررین نے اپنے خطاب میں ۷ ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے کہا کہ ستمبر کا پورا مہینہ ماہ تحفظ ختم نبوت کے طور پر منایا جائے گا۔ اس عظیم فیصلہ کی یاد میں ۶ ستمبر کو مرکز ختم نبوت لاہور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی جس کی تیاری شروع ہوچکی ہے۔

تذکرہ اہل بیتؓ وشہادت امام حسینؓ کانفرنس باغبانپورہ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۷ راگست ۲۰۲۰ء تذکرہ اہل بیتؓ وشہادت حضرت امام حسینؓ کانفرنس جامع مسجد کوثر لنڈا بازار اور جامع مسجد امن باغبانپورہ لاہور میں منعقد ہوئیں۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، خدام اہل سنت کے مولانا عبدالجبار سلفی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا سید عبداللہ شاہ، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا سید اسامہ شاہ، مولانا عبیدالرحمٰن معاویہ، مولانا محمد زبیر، حکیم راشد عمران ودیگر علماء نے شرکت اور بیانات کئے۔

تحفظ ختم نبوت وتذکرہ اہل بیتؓ کانفرنس شادی پورہ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳۰؍اگست ۲۰۲۰ء تحفظ ختم نبوت وتذکرہ اہل بیتؓ کانفرنس شادی پورہ بند روڈ لاہور میں مجلس لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار اور دیگر شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔

حضرت سیدنا امام حسینؓ کانفرنس شاہدرہ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شاہدرہ کے زیراہتمام ۳۰؍اگست ۲۰۲۰ء کو تذکرہ شہادت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کانفرنس جامع مسجد نور الہدیٰ شاہدرہ میں منعقد ہوئی۔ مجلس کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس نے صدارت کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالشکور حقانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا جنید بخاری، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا احمد مختار نے خطابات کئے۔

سرگودھا کی مختلف مساجد میں دروس ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام اگست ۲۰۲۰ء میں جامع مسجد طوبیٰ بلاک ۸، جامع مسجد عثمانیہ ظفر کالونی، جامع مسجد بلالؓ بلاک ۱۶، جامع مسجد نور بلاک ۱۴، جامع مسجد رحمانیہ رحمان پورہ، جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ اقبال کالونی سمیت کئی مقامات پر تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے مولانا محمد خالد عابد کے دروس حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کی سرپرستی میں منعقد ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کی رپورٹ

مرکزی اور صوبائی قائدین کی ہدایات کی روشنی اور مجلس عاملہ ومجلس شوریٰ کی مشاورت سے یہ طے کیا گیا کہ مختلف یونین کونسلوں میں مجلس کی مقامی جماعت وکابینہ کے لئے تربیتی پروگرامات رکھے جائیں۔ چنانچہ ضلعی امیر مفتی عظمت اللہ سعدی کی زیرنگرانی پانچ پانچ یونین کونسلوں کے مشترکہ پروگرامات رکھے گئے۔ جس میں اپنے ساتھیوں کے علاوہ ضلع بھر کے ائمہ مساجد مفتیان کرام اور شیوخ عظام نے بھی شرکت کیں۔ بنوں میں ایک علاقہ منگل میلہ کے نام سے مشہور ہے جہاں غلام احمد پرویز اور مرزا قادیانی کے پیروکار لیٹریچر تقسیم کررہے تھے۔ جب ہمارے ساتھیوں نے اپنے لٹریچر اور مساجد میں بیانات وغیرہ کی تقریبات شروع کیں، تو ہمارے سات علمائے کرام پر انہوں نے پرچے کٹوائے۔ ہمارے ساتھیوں کو رات کے اندھیرے

میں پولیس نے گرفتار کیا۔ ضلعی امیر مفتی عظمت اللہ سعدی راتوں رات پہنچے گئے اور ان کی رہائی کے لئے ٹھوس اقدامات کئے تحصیل ڈومیل کے ساتھیوں کی مشاورت سے منگل میلہ کے قادیانیت پسند لوگوں پر پرچے کٹوائے گئے۔ الحمدللہ! ہمارے تمام ساتھیوں کی ضمانت بعافیت مکمل ہوگئی جبکہ قادیانیوں کے ضمانت کے لئے کوئی تیار نہیں تھا پھر ڈی پی او بنوں نے دونوں فریق کو تھانہ ٹاؤن شپ میں بلایا جس سے دونوں فریق یعنی ہمارے ساتھیوں اور قادیانیوں کا موقف سنا۔ بہرحال قادیانی موقع پر اپنی بات سے مکر گئے۔ علاوہ ازیں ایک ماہ قبل سوشل میڈیا پر ایک خبر نشر ہوئی کہ یہاں بنوں سٹی میں ایک مرزائی عبادت خانہ موجود ہے اس میں کچھ لوگ مرزا کی خفیہ طور سے باطل عقائد کے تحت تبلیغی سرگرمیاں کررہے ہیں۔ یہ خبر نشر ہوتے ہی حضرت الامیر نے مجلس عمومی کا اجلاس بلایا۔ فیصلے کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی چند لوگوں کے بارے میں جب شک ہوا تو اس پر ساتھیوں نے باہمی مشاورت کر کے ان لوگوں سے میڈیا کے سامنے وضاحت کا مطالبہ کیا گیا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے میڈیا کے سامنے ساری وضاحت کردی۔　(مولانا امام یوسف نقشبندی)

عشرہ محرم الحرام میں مختلف مقامات پر پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام عشرہ محرم الحرام کے حوالہ سے مختلف مساجد میں تحفظ ختم نبوت وشان سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا حسینؓ کے عنوان پر بیانات ہوئے۔ ان میں مکہ مسجد سبزی مارکیٹ، الفاروق مسجد، اہل بیت مسجد اسلامیہ کالج، علی المرتضیٰ مسجد شمس آباد، صدیقیہ مسجد آدم شاہ کالونی، بلال مسجد روہڑی، تقویٰ مسجد نیو پنڈ، حسین بن علی مسجد نیو پنڈ وغیرہ شامل ہیں۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر، ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی، ناظم تبلیغ مولانا مفتی محکم الدین قمر نے عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا اور حضرت عمر فاروقؓ اور شہداء کربلا کو خراج تحسین پیش کیا۔ احباب نے بھرپور محنت کر کے ان پروگرامز کو کامیاب بنایا۔　(رپورٹ: محمد عمیر گجر)

صحابہ کرامؓ کی شان میں ہرزہ سرائی ناقابل برداشت ہے

۳۱؍اگست ۲۰۲۰ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد نے اخباری بیان دیتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کے پہلے محافظ سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد روئے زمین کے کل انسانوں میں سب سے افضل ترین شخص سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ آپ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے، آپ کو ''افضل البشر بعد الانبیاء'' کا خطاب خود لسان نبوت سے عطا کیا گیا۔ آپ کی صحابیت کا انکار قرآن مجید اور احادیث رسول کا انکار ہے۔ لہٰذا آپ کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنا انسان کو دائر

اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یکے بعد دیگرے صحابہ کرامؓ کی شان میں ہرزہ سرائی کے واقعات بلاوجہ نہیں بلکہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اہانت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا اہل اسلام کی مسلمہ شخصیات پر زبان درازی کر کے مسلمانوں میں اشتعال پھیلانے والے افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ جس سے وہ ایسے دیدہ عبرت بنیں کہ آئندہ کوئی جرأت کا تصور نہ کر سکے۔ ان واقعات کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں، تاکہ ملک وملت کو ہمہ قسم کی انارگی سے بچایا جا سکے۔

خطبات جمعتہ المبارک ٹوبہ ٹیک سنگھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۱۴ر اگست ۲۰۲۰ء کو پانچ مقامات پر عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر بیانات ہوئے۔ ۱...... جامع مسجد خضری نیو اسلام پورہ میں مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد کراچی۔ ۲،۳...... جامع مسجد فاروقیہ سرہند کالونی اور جامع مسجد عشرہ مبشرہ ہاؤسنگ کالونی میں مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد۔ ۴...... جامع مسجد قادری میں مولانا محمد اویس مبلغ کوئٹہ۔ ۵...... جامع مسجد لطیف ہائی سکول میں مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ کے خطابات ہوئے۔

جناب حاجی بشیر احمد علی پوری کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرمٹ علی پور کے امیر جناب حاجی بشیر احمد صاحب ۱۰ر اگست ۲۰۲۰ء کو قضا الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم عرصہ چالیس سال سے مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ومرکزی کانفرنسوں اور اجلاسوں میں شرکت کو یقینی بناتے تھے۔ مرحوم مجلس تحفظ ختم نبوت کے ادارہ مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ چوک پرمٹ کے تعمیری وانتظامی امور میں معاون تھے۔ مسجد ومدرسہ کی تعمیر میں آپ کا وافر حصہ موجود ہے۔ جو کہ آپ کے لئے ذخیرہ آخرت ہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ حج اور عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ عرصہ دراز سے شوگر کے مرض میں مبتلا تھے۔ لیکن بفضل اللہ تعالیٰ آخر عمر تک کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ نماز، روزہ اور معمولات زندگی بغیر کسی سہارے کے سرانجام دیتے رہے۔ وفات کے روز گھر میں معمولی سے طبیعت خراب ہوئی۔ ہسپتال لے جانے کی تیاری میں ہی مرحوم دار فانی سے دارالبقاء کی طرف کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے کوچ فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ کثیر تعداد میں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ کریم مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے۔ ادارہ لولاک آپ کے تمام سوگواران بالخصوص آپ کے فرزند مولانا محمد شہزاد بشیر کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ قارئین لولاک سے مرحوم کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے (حافظ محمد انس)

علماء دیوبند اور قادیانی خلیفہ آمنے سامنے؟

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد!

1918ء کے آخر میں قادیانی اخبار الفضل قادیان کے ایڈیٹر نے مرزا محمود قادیانی گرو کے ایماء پر دارالعلوم دیوبند کی قیادت کو مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا محمد احمد نانوتوی رحمہ اللہ اور صدر المدرسین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کے مدرس حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری رحمہ اللہ نے اس چیلنج کو قبول کرنے کا تحریری طور پر جواب دیا۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۱۸ء سے ۱۲ر جنوری ۱۹۲۱ء تک قریباً دو سال قادیان کے مرزا محمود اور دارالعلوم دیوبند کے علماء کرام کی طرف سے ایک دوسرے کے متعلق اشتہار شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے اکابر کی طرف سے بارہ اشتہار شائع ہوئے۔ جن کی فہرست ذیل میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

عرصہ سے خیال تھا کہ ان جملہ اشتہارات پر مشتمل رسائل مل جائیں تو ان کو یکجا ''احتساب قادیانیت'' یا اب ''محاسبہ قادیانیت'' میں شائع کر دیا جائے۔ یہ ایک یادگار، تاریخی سرمایہ اور سنہری دستاویز ہے۔ مگر ملتان دفتر کی لائبریری میں صرف ایک آخری اشتہار تھا۔ باقی گیارہ اشتہار نہ تھے۔ اب کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے استاذ و نائب ناظم اور مرکز التراث الاسلامی دیوبند کے سرپرست حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی بھرپور توجہ و کرم فرمائی سے ان اشتہارات میں سے آٹھ اشتہار ہمیں مہیا ہو گئے ہیں۔ لیکن اب بھی تین اشتہار نمبر ۷، ۹، ۱۱ میسر نہیں آئے۔ اگر اسلامیان وطن میں سے کسی کے پاس یہ اشتہار ہوں اور وہ ہمیں دستیاب ہو جائیں تو یہ علمی، تاریخی، معلوماتی، سنہری دستاویز شائع ہو جائے گی۔ کیا اصحاب درد، اصحاب علم ان رسائل کے مہیا کرنے میں ہماری مدد کریں گے؟ اللہ رب العزت توفیق بخشیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز! وہ فہرست یہ ہے:

فہرست بارہ اشتہارات

نمبر	نام اشتہار	مورخہ
۱	کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کرے گی۔	۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۱۸ء
۲	مرزا محمود اور قادیانی کی مرکزی جماعت سے مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے واسطے ہم ہر وقت تیار ہیں۔	۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۱۹ء
۳	مرزا محمود کا مستر سکوت (الفضل قادیان کا مناظرہ سے اغماض اور جوش مباہلہ میں سکوت کے آثار)	۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۱۹ء
۴	ایڈیٹر الفضل قادیان کی متبدانہ روش میں حضرت انگیز انقلاب اور مقتدی کا سہو امام کے ذمہ۔	۷ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۱۹ء
۵	شرائط مباہلہ کے پردہ میں مباہلہ سے پہلوتہی۔	۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۱۹ء
۶	جماعت قادیان کا مناظرہ و مباہلہ سے انکار۔	۲۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء
۷	یہ اشتہار مطلوب ہے: اس اشتہار کی مطبوعہ تاریخ کے بارہ میں اشتہار نمبر ۸ کے پہلے صفحہ کی دوسری سطر پر لکھا ہے کہ: ''ہمارے اشتہار نمبر ۷ مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۱۹ء''	
۸	جماعت قادیانی کی بے انتہا دیدہ دلیری و جسارت۔	۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۱۹ء
۹	یہ اشتہار مطلوب ہے۔ اس کی تاریخ یا عنوان کا ذکر نہیں ملا۔	
۱۰	جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا دلچسپ نظارہ (علماء دیوبند کی فتح پر فتح)	۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء
۱۱	یہ اشتہار مطلوب ہے۔ اس کا عنوان، اشتہار نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھا ہے کہ: ''اشتہار نمبر ۱۱ جس کا عنوان (جماعت قادیان کی نجات کا مختصر راستہ) تھا''	
۱۲	مرزائیت کا بیخ و بن سے استیصال (جماعت کے دعوہائے مناظرہ و مباہلہ کا خاتمہ)	۲ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۲۱ء
	نوٹ: گویا اب مذکورہ بالا بارہ اشتہارات میں سے صرف تین اشتہارات، نمبر ۷، ۹، ۱۱ کی تلاش ہے۔	

رابطہ کے لئے: فقیر اللہ وسایا (خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان) موبائل نمبر: 0300-7314337 وٹس ایپ نمبر: 0301-7904257

ان شاء اللہ
سالانہ
ختم نبوۃ انعام گھر
موضوع: عقیدہ ختم نبوت ردقادیانیت
آسان سوالات
بے شمار قیمتی انعامات
عظیم الشان

حضرت مولانا محمد حسن صاحب
امیر لاہور
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

شاہین ختم نبوۃ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی

محترم جناب محمد متین خالد صاحب
لاہور

جناب رضوان نفیس

مولانا قاری علیم الدین شاکر

بتاریخ
10 اکتوبر 2020
بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

بمقام
آغاز میرج ہال
جی ٹی روڈ بالمقابل پاکستان منٹ لاہور

سکول کالج واکیڈمیز اور مدارس کے طلباء کے لیے انعامات حاصل کرنے کا بہترین موقعہ عمر کی کوئی قید نہیں

ادارۃ الفرقان و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شادی پورہ لاہور
0321-4320253, 0307-4141526

ایمان افروز
ختم نبوۃ انعام گھر
عظیم الشان
موضوع: عقیدہ ختم نبوت ردقادیانیت
آئیے اور ایمان بڑھائیے
آسان سوالات
بے شمار قیمتی انعامات

11 اکتوبر 2020 اتوار 1 بجے دن
فیصل ایونٹ کمپلیکس بی بلاک نزد میزان بنک
لیاقت چوک سبزہ زار لاہور

حضرت مولانا محب النبی صاحب
شیخ الحدیث

شاہین ختم نبوۃ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب

محترم جناب محمد متین خالد صاحب

عبدالرحمن

مولانا عزیز الرحمن ثانی

حافظ محمد قاسم گجر

حضرت مولانا عبدالنعیم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

قاری اکمل الحسن صاحب

مولانا عبدالجبار سلفی صاحب
سبزہ زار لاہور

مولانا عبدالعظیم ترمذی صاحب
لاہور

مولانا محمد اسلم زاہد صاحب
سبزہ زار لاہور

مولانا عبدالشکور یوسف
محمد یسین فاروقی، حاجی محمد شفیق
مولانا ظہیر احمد قمر، قاری محمد شفیق،
قاری فضل الرحمن، مفتی محمد عثمان

سکول کالج واکیڈمیز طلباء مدارس و دیگر حضرات کیلئے انعامات حاصل کرنے کا بہترین موقع عمر کی کوئی قید نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سبزہ زار لاہور
0321-4061217
0300-4090733

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

قیمت سالانہ -/240 روپے